REGISTERED WITHE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ۲

شرح چندہ

سالانہ ۴۵ روپے

ششماہی ۲۳ روپے

ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۶۰ روپے

فی پرچہ ایک روپیہ

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

2628. Major Zaheeruddin Khan Sahib,
Army Hospital, A.M.C.
Dept. of Opthalmology,
DELHI CANTT - 110010.

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۴ صلح (جنوری) ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں ہفتہ زیرِ اشاعت کے دَوران لندن سے بذریعہ ڈاک ملنے والی اطلاع کے مطابق حضورِ پُرنور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں اور دن رات مہمّاتِ دینیہ کے سر کرنے میں مصروف ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام التزام کے ساتھ اپنے جان و دل سے محبوب آقا کی صحت و سلامتی اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

● — محترمہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احبابِ جماعت حضرت سیدہ موصوفہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے بالالتزام دُعائیں کرتے رہیں۔

● — مقامی طور پر تمام درویشانِ کرام و احبابِ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

۱۴ جمادی الاوّل ۱۴۰۷ھ — ۱۵ صلح ۱۳۶۶ ہش — ۱۵ جنوری ۱۹۸۷ء

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بابرکت دورۂ ہالینڈ

● نن سپیٹ شہر کے سابق اور موجودہ لارڈ میئر سے ملاقات ● کامیاب پریس کانفرنس کا انعقاد ● نیشنل مجلس عاملہ جماعتہائے احمدیہ ہالینڈ سے بصیرت افروز خطاب

رپورٹ مُرتّبہ مکرم حامد کریم محمود صاحب مبلغ سلسلہ نن سپیٹ ہالینڈ

ہالینڈ بارڈر پر استقبال

مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۶ء رات ۱۰½ بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مع ارکانِ قافلہ بلجیم سے تشریف لائے۔ ہالینڈ بارڈر پر حضور کا استقبال کرنے والوں میں مکرم ہبۃ النور فرحاخن صاحب امیر ہالینڈ مکرم عبد الحکیم اکمل صاحب مبلغ انچارج ہالینڈ۔ مکرم عبد الحمید فاورفیلڈن صاحب جنرل سیکرٹری ہالینڈ۔ خاکسار حامد کریم محمود مبلغ ہالینڈ اور مکرم ظفر چوہدری صاحب مع اپنے بیٹے مکرم عزیزم عمران شامل تھے۔ حضور نے کار سے باہر تشریف لاکر تمام احباب کو شرفِ مصافحہ و معانقہ بخشا۔ مکرم ظفر چوہدری صاحب اور مکرم عبد الحمید فاورفیلڈ صاحب نے اپنی گاڑی میں سارے قافلے کو گائیڈ کیا۔ رات ۱۲½ بجے بخیریت قافلہ حضور کے ساتھ بیت النور پہنچا۔ بیت النور کے باہر احبابِ جماعت نے حضور کا پُرتپاک استقبال کیا۔

مستورات نے حضرت بیگم صاحبہ کو خوش آمدید کہا۔ حضور کے ساتھ تشریف لانے والوں میں مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب مع اہلیہ صاحبہ اور بچے۔ مکرم چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت شیخوپورہ۔ مکرم ہادی علی چوہدری صاحب پرائیویٹ سیکرٹری۔ مکرم میجر محمود احمد صاحب اور مکرم اشفاق ملک صاحب۔ مکرم غلام سرور صاحب آف شیخوپورہ اور مکرم مرزا عبد الرشید صاحب شامل تھے۔

۳۰ اکتوبر کی مصروفیات

صبح ۶½ بجے نمازِ فجر حضور نے مسجد میں تشریف لاکر پڑھائی۔ پھر سات بجے سے سوا آٹھ بجے تک حضور نے صبح کی سیر فرمائی۔ (اس سیر کے دوران خاکسار کو بطورِ گائیڈ خدمت بجالانے کی توفیق ملی) سیر میں چھ خدام کو بھی جانے کا موقع ملا۔ ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہوکر ۱۰ بجے صبح حضور تشریف لائے اور دونوں بڑی عمارتوں کا معاینہ فرمایا۔ اس دوران حضور نے ارشاد فرمایا کہ لندن سے مکرم چوہدری عبد الرشید صاحب آرکیٹیکٹ کو بلایا جائے۔ (اگلے دن مکرم چوہدری صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوگئے) معائنہ کے بعد B بلڈنگ میں ٹیبل ٹینس کا شوق فرمایا۔ خاکسار حامد کریم محمود کو بھی حضور نے ازراہِ شفقت کھیلنے کا موقع عطا فرمایا۔ بعدہٗ تمام حاضرین سمیت حضور نے وہیں پر چائے نوش فرمائی۔

ہر جمعرات کو صبح ۹ تا ۱۲½ بجے شہر نن سپیٹ کے سنٹر میں ایک اوپن مارکیٹ لگتی ہے جس میں تازہ پھل، سبزیاں اور دوسری اشیاء فروخت ہوتی ہیں۔ حضور اس مارکیٹ کو دیکھنے کے لئے مکرم امیر صاحب و مکرم عبد الحکیم اکمل صاحب انچارج مشن۔ خاکسار اور بعض احباب کو ساتھ لے کر پیدل تشریف لے گئے۔ حضور نے ایک مچھلی کی دکان پر رُک کر اپنی پسند کی مچھلی خرید فرمائی۔ قافلے کے تمام افراد کے لئے بھی مچھلی خریدنے کا ارشاد فرمایا۔ بعد میں ایک دو دکانوں پر بھی تشریف لے گئے۔ ایک فروٹ شاپ سے تازہ پھل خریدے۔ دکانداروں نے حضور سے مل کر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ بیت النور واپس تشریف لاکر حضور نے نمازِ ظہر و عصر پڑھائی۔ شام چار بجے حضور نے دفتر تشریف لاکر مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے ساتھ ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ ۵½ بجے نمازِ مغرب عشاء پڑھائی۔

خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان

۳۱ اکتوبر۔ دوپہر ایک بجے حضور نے مسجد میں تشریف لاکر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جس میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا۔ حضور نے تمام دنیا کی جماعتوں کی وصولی کا تذکرہ فرمایا اور بتایا کہ مغربی جرمنی پہلے نمبر پر، کینیڈا دوسرے نمبر پر اور ہالینڈ کی جماعت تیسرے نمبر پر آئی ہے۔ احبابِ جماعت کو چندہ تحریکِ جدید کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ خطبہ ثانیہ میں حضور نے ہالینڈ کے ایک مخلص احمدی مکرم عبد اللطیف فان لیون (VAN LEEUWEN) کی نمازِ جنازہ کا اعلان فرمایا اور ان کی بعض خوبیوں کا تذکرہ فرمایا۔ (یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ یہ دوست ڈچ تھے۔ اور ڈچ نیوی میں ریرل ایڈمرل ریٹائرڈ ہوئے تھے) نمازِ جمعہ و عصر کے بعد حضور نے ان کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

شہر کے پرانے اور موجودہ لارڈ میئر سے ملاقات

شام ۴½ بجے نن سپیٹ کے پرانے لارڈ میئر

باقی دیکھئے صفحہ ۱۳ پر

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبد الرحیم و عبد الرؤف مالکان حمید ساری مارٹ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۲ ماہ صلح ۱۳۶۶ ہش

بھارت اور بنگلہ دیش کی شرح خریداری میں اضافہ

آج کے ترقی یافتہ دور میں جہاں ہر شخص پریس کی ضرورت و اہمیت کو دل سے تسلیم کرتا ہے، وہاں یہ حقیقت بجائے خود کسی المیہ سے کم نہیں کہ موجودہ حالات میں صحافت کے اخلاقی اور معاشرتی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ایک ہفتہ وار اردو اخبار کی اشاعت کے تسلسل کو برقرار رکھنا کارے دارد ہے۔ کثیر الاشاعت بڑے اخبارات کے مقابلہ میں قلیل الاشاعت چھوٹے اخبارات کو کہیں زیادہ پیچیدہ مسائل کا سامنا ہے۔ حکومت کی طرف سے ہر سال انہیں خصوصی مراعات دیئے جانے کے بلند بانگ دعاوی بھی کئے جاتے ہیں۔ مگر خزانہ عامرہ کی تمام تر نوازشات گھوم پھر کر گنتی کے ان چند بڑے اخبارات ہی کی طرف منتقل ہو جاتی ہیں جو اپنے وسائل کی فراوانی کے اعتبار سے اہلکارانِ حکومت کی مٹھیاں گرم کرنے میں طاق ہوتے ہیں۔ نتیجتاً تمام چھوٹے اخبارات بدستور بے چارگی اور کسمپرسی کی تصویر بنے ہمیشہ منہ تاکتے رہ جاتے ہیں۔ اس پر مرتے کو مارے شاہ مدار والی ضرب المثل کے مطابق حکومت کی طرف سے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد اشیاءِ ضروریہ پر عائد کئے جانے والے نئے نئے ٹیکسوں کی بھرمار اور ڈاک و ٹرانسپورٹ کی اجرتوں میں نت نیا اضافہ رہی سہی کسر بھی پوری کر دیتا ہے۔ اور موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا چھوٹے اخبارات کو سکون کی اتنی سی گھڑی بھی نصیب نہیں ہو پاتی کہ وہ اس صریح ناانصافی کے خلاف منظم رنگ میں صدائے احتجاج بلند کر سکیں۔

بدر ایک خالصتاً مذہبی جریدہ ہے جس کی اشاعت کا مقصد کسی بھی قسم کی مالی منفعت کے حصول کی بجائے محض افرادِ جماعتِ احمدیہ کی دینی، تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جبکہ ایک عام ہفتہ وار اخبار کی قیمت بھی ڈیڑھ اور دو روپے فی پرچہ سے کم نہیں، خریدارانِ بدر سے ... ہونے والے اصل اخراجات کے مقابلہ میں نصف سے کچھ زائد رقم ہی سالانہ بدلِ اشتراک کی صورت میں ... کی جاتی ہے۔ اور باقی ماندہ تمام کمی مرکزی انجمنوں کی مستقل گرانٹوں اور معاونینِ خاص کی مخلصانہ اعانت ... پوری کی جاتی ہے۔ اخبار کی سالانہ قیمت طے کرتے وقت ادارہ کے مدِنظر ہمیشہ یہی اصول رہا ہے ... حتی الامکان خریداران پر کم سے کم بوجھ ڈالا جائے۔ مگر جب حکومت کی طرف سے اشیائے ضروریہ پر لگائے جانے والے ٹیکسوں اور ڈاک و ٹرانسپورٹ کی شرحوں میں غیر معمولی اضافہ ادارہ کو اس بات کے لئے مجبور کر دیتا ہے کہ اخبار کی شرحِ چندہ پر نظرِ ثانی کی جائے۔ تب بھی فی پرچہ اصل لاگت کے مقابلہ میں نصف سے قدرے زائد قیمت کے اسی تناسب کو بہرصورت برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ خریدارانِ بدر کی قوتِ خرید اور اخبار کی اشاعت و افادیت متاثر نہ ہونے پائے۔

بھارت اور بنگلہ دیش کے لئے موجودہ شرحِ چندہ (چھتیس روپے سالانہ) قریب تین سال قبل مقرر ... تھی۔ اس اثنا میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں اور اجروں کی اجرتوں میں بتدریج غیر معمولی اضافہ ... جہاں ملک کے دوسرے تمام اخبارات نے اپنی قیمتوں میں بارہا اضافہ کیا وہاں خریدارانِ بدر ... بار کی بدستور یہی سالانہ قیمت وصول کی جاتی رہی۔ مگر اب جبکہ محکمہ ڈاک و تار کی طرف سے اندرونِ ... ہر قسم کے رجسٹرڈ اخبارات پر ہونے والے اخراجاتِ ڈاک میں یکم جنوری سے یکلخت تین گنا ... کئے جانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ ادارہ بدر کو بھی موجودہ شرحِ چندہ پر نظرِ ثانی کے لئے مجبور ہونا پڑا ... ہماری اس مجبوری کا ہر پہلو سے جائزہ لینے کے بعد نگران بورڈ بدر نے یکم جنوری سے بھارت ... بنگلہ دیش کے خریداران کے لئے چھتیس (۳۶) روپے کی بجائے پینتالیس (۴۵) روپے اور نادار طلباء کے لئے ... چھبیس (۲۶) روپے سالانہ رعایتی شرح منظور فرمائی ہے۔ جو بادی النظر میں بے شک کچھ زیادہ دکھائی دیتی ہے تاہم اخبار کی طباعت و ترسیل پر ہونے والے اصل اخراجات کے مقابلہ میں اب بھی نصف سے کچھ زیادہ نہیں ---!!

بدر جماعت ہائے احمدیہ بھارت کا مرکزی آرگن ہے۔ جس پر پڑنے والے مالی بوجھ کو حتی الوسع ہلکا کرنا بھی اولاً افرادِ جماعتِ احمدیہ بھارت ہی کی ذمہ داری ہے ... ادارہ بدر کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ وہ خریداران کی قوتِ خرید کو ملحوظ رکھ کر اخبار کا سالانہ زرِ اشتراک ... شرح خریداران و معاونینِ خاص سے بھی توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ اپنے واحد مرکزی آرگن بدر کو ... سے محفوظ رکھنے کے لئے ازراہِ تبرک مثبت اور ہمدردانہ اندازِ فکر اپنائیں گے۔ اور ... راہ میں حائل ان حقیقی مجبوریوں کے پیشِ نظر شرحِ چندہ میں اس اضافہ کو انشراحِ صدر سے ... قبول کریں گے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیرًا۔

خورشید احمد انور

نعت شریف

حق تعالیٰ نے کیا پیدا جہاں تیرے لئے — ہر درخشندہ و ماہِ ضو فشاں تیرے لئے
واسطے تیرے تجلی حق نے بزمِ کائنات — خالقِ کُل نے کیا پیدا جہاں تیرے لئے
گھومتی ہے اپنے محور پر زمیں تیرے لئے — محوِ گردش گردِ مہرِ ضو فشاں تیرے لئے
تیری خاطر گردشیں لیتے ہیں یہ لیل و نہار — اے شہِ لولاک ہے دورِ زماں تیرے لئے
تیری پا بوسی کی خاطر ہے طلوعِ آفتاب — شب کو رخشندہ ہیں ماہ و کہکشاں تیرے لئے
روزِ روشن کی تجلی ہے عیاں تیرے لئے — ہر شبِ تیرہ کی ہیں تاریکیاں تیرے لئے
ہے نمودِ صبح کی رعنائیاں تیرے لئے — ہے ظہورِ رنگِ شامِ زعفراں تیرے لئے
ہے کبھی فصلِ بہاراں ہے کبھی دورِ خزاں — موسموں میں ہوتی ہیں تبدیلیاں تیرے لئے
ہے بساطِ سبزہ اور کوہِ گراں تیرے لئے — خشک صحرا اور بحرِ بیکراں تیرے لئے
گل بداماں دہر کا ہر بوستاں تیرے لئے — ہیں گلِ تر کی شمیم انگیزیاں تیرے لئے
زلزلوں سے ہوتی ہے سطحِ زمیں زیر و زبر — آتی ہیں دریاؤں میں طغیانیاں تیرے لئے
بنتا ہے ابرِ سیاہ اک سائباں تیرے لئے — اور ہوتا ہے زمیں پر دُر فشاں تیرے لئے
قوسِ قزح کی ہیں سب رنگینیاں تیرے لئے — آسماں پر ہیں کڑکتی بجلیاں تیرے لئے
تیری خاطر بچھتی ہے سطحِ زمیں پر چاندنی — اس کے سیلِ نور کی جولانیاں تیرے لئے
بحر میں ہوتا تلاطم واسطے تیرے بپا — جزر و مد کی ہیں کرشمہ سازیاں تیرے لئے
ریگزاروں میں بگولے اٹھتے ہیں تیرے واسطے — کوہِ گراں کرتے ہیں آتش باریاں تیرے لئے
کرتی ہے بادِ صبا اٹھکیلیاں تیرے لئے — شاخِ گل پر ہیں عنادل نغمہ خواں تیرے لئے
ہیں نسیمِ صبح کی جولانیاں تیرے لئے — قطرۂ شبنم کی ہیں لمعانیاں تیرے لئے
بحر و بر کی ہیں یہ کُل گہرائیاں تیرے لئے — آسمانوں کی ہیں سب پہنائیاں تیرے لئے
عرشِ اعظم اور ملائک سدرہ و لوح و قلم — حق نے ہیں پیدا کئے اسبابِ جاں تیرے لئے
سلسبیل و کوثر و تسنیم تیرے واسطے — خلد میں ہیں شہد کی نہریں رواں تیرے لئے
واسطے سے تیرے تا پائے خدا کی آگہی — حق نے ڈالی قالبِ خاکی میں جاں تیرے لئے
جسمِ انسانی میں ہے دورانِ خوں تیرے لئے — ہے بشر میں امتزاجِ جسم و جاں تیرے لئے
حضرتِ آدم سے لے کر تا بہ مہدیٔ زماں — سب ہوئے مبعوث زیرِ آسماں تیرے لئے
خانۂ کعبہ کی دیواریں اٹھیں تیرے لئے — ہو گیا تھا چشمۂ زمزم رواں تیرے لئے
حضرتِ روح الامیں وہ قاصدِ ربِّ جلیل — حاضرِ خدمت تھا مثلِ چاکراں تیرے لئے
اے شبِ معراج کے دولہا! بنا تو میہماں — حق تعالیٰ بن گیا تھا میزباں تیرے لئے
تا رہے گریہ کناں تو پیشِ ربِّ ذو المنن — بن گیا غارِ حرا گنجِ نہاں تیرے لئے
ضرب سے جس کی ہوا دامانِ باطل تار تار — بن گیا قرآن تیغِ اصفہاں تیرے لئے
حضرتِ موسیٰ کو جس کی دید کی طاقت نہ تھی — اس تجلی کو کیا حق نے عیاں تیرے لئے
بدر کے میدانِ جنگ میں تیری نصرت کے لئے — چرخ سے اترے جنودِ قدسیاں تیرے لئے
مٹھی بھر مٹی کے ذروں نے دکھایا معجزہ — بن گیا طوفان، بہرِ دشمناں تیرے لئے
تیری انگلی کے اشارے سے ہوا تھا ماہ شق — انشقاق اس کا صداقت کا نشاں تیرے لئے
بہرِ سیرابیٔ جملہ کاروانِ تشنہ لب — انگلیوں سے تیری تھا چشمہ رواں تیرے لئے
پیروئے کامل ترے اٹھتے رہیں گے حشر تک — جو دکھائیں گے زمانے کو نشاں تیرے لئے
عہدِ فاروقی میں اہلِ دیں ہوئے تھے کامراں — سرنگوں تھی حشمتِ ساسانیاں تیرے لئے
خنجرِ براں سے دیکھو کا شکم تھا چاک چاک — یہ کرامت تھی حقیقت میں عیاں تیرے لئے
انبیاءِ سابقیں کی ہیں شرائع کالعدم — ہو گیا اکمالِ دیں جانِ جہاں تیرے لئے
آخری تیری شریعت تو ہے ختم المرسلیں — یہ فضیلت خاص ہے جانانِ جاں تیرے لئے
تیری ساری زندگی کا ہے یہی لبِّ لباب — تو خدا کا ہے خدا ہے کُن فکاں تیرے لئے
تا رسالت کا تری ڈنکا بجے آفاق میں — ہے فضا میں گونجتی بانگِ اذاں تیرے لئے
تو ہے ہفت اقلیم کا فرماں روا اے شاہِ دیں! — ہے مقرر تاجدارئ جہاں تیرے لئے
ہر دلِ مومن میں بستی ہے یہی اک آرزو — وقف ہو جائے یہ جانِ ناتواں تیرے لئے
بے گماں حاصل ہوئی اس کو حیاتِ جاوداں — کر دیا جس نے تصدق اپنی جاں تیرے لئے
تاکہ تیری ذات سے ہو شفاعت کا ظہور — حشر میں ہو اجتماعِ عاصیاں تیرے لئے
تاکہ تیرے نور کا ہو کُل جہاں میں انتشار — حق نے پیدا کر دیئے سب نوریاں تیرے لئے
بھیجتے ہیں تہنیت تجھ پر فرشتے لاجرم — جانبِ حق سے درودِ بیکراں تیرے لئے
عاجزِ عاصی ہے تیرے در کا اک ادنیٰ غلام — لب کشا محفل میں ہے اے جانِ جاں تیرے لئے

(ادریس احمد عاجز کرمانی - ربوہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کا امت کی تربیت سے ایک گہرا اور اٹوٹ تعلق ہے

ہم جس خاتم کے قائل ہیں وہ اپنی صفات، اخلاق اور کردار کو دوسروں میں جاری رکھنے کی اہلیت رکھتا ہے

آپ کو خاتم کے غلام کی حیثیت سے زندہ رہنا اور ہر دوسری قوم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے غلبے کو ثابت کر کے دکھانا ہے!

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۶ تبوک ستمبر ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء بمقام النصرت مشن ہاؤس مانٹریال کینیڈا

مرتبہ:- مکرم عبدالحمید غازی صاحب۔ لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ الاحزاب کی مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ
خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (۴۱ : ۳۳)

(ترجمہ:- نہ محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہوں گے) لیکن اللہ کے رسول ہیں بلکہ (اس سے بھی بڑھ کر) نبیوں کی مُہر ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

اور پھر فرمایا:-

آج کے خطبے کے لئے میں نے ایک تربیتی مضمون چنا ہے۔ اور گو بظاہر اس آیت کا جس کی میں نے تلاوت کی ہے تربیت سے تعلق دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن درحقیقت یہ آیت

اُمتِ محمدیہ کی تربیت سے ایک بہت ہی گہرا تعلق

رکھتی ہے۔ اور اس مضمون کو میں انشاء اللہ اس خطبہ کے دوسرے حصے میں واضح کروں گا۔

چند دن پہلے ٹورانٹو میں مجلس سوال و جواب کے دوران ایک احمدی بچی نے پردہ سے متعلق سوال کیا۔ وہ بہت مخلص خاندان کی بچی ہے۔ خود بھی پردے کا نہایت عمدگی کے ساتھ اہتمام کرتی ہے۔ اور اس کے بہنوں کی تربیت بھی اللہ کے فضل سے بہت ہی اعلیٰ درجے کی ہے۔ لیکن سوال کی طرز میں کچھ طعن کا کانٹا داخل ہو گیا تھا۔ اور اس کے نتیجے میں میں نے اس بچی سے ناراضگی کا بھی اظہار کیا۔ اور اُسے بتایا کہ اس طرح طعن و تشنیع سے تربیت نہیں کی جاتی۔ لیکن درحقیقت اس بچی نے جو سوال اُٹھایا تھا وہ اپنی ذات میں اس لائق ہے کہ اس پر توجہ کی جائے۔ چنانچہ بعد میں میں نے سوچا کہ آئندہ خطبے میں اس مضمون پر نسبتاً زیادہ وضاحت سے روشنی ڈالوں گا۔

اُس کا سوال یہ تھا کہ پردے پر جو زور دیا جاتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ بعض خواتین یہاں جب مشن ہاؤس میں آتی ہیں تو سر ڈھانپ لیتی ہیں۔ اور بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ کم سے کم پردے کا ادنیٰ معیار ضرور پورا کر رہی ہیں اور جب باہر بازاروں میں نکلتی ہیں یا اپنے سوشل تعلقات پورا کرنے کے لئے ایک دوسرے کے گھروں میں جاتی ہیں، تو نہ صرف یہ کہ پردے کا خیال نہیں کرتیں بلکہ خوب سج دھج کر اور زینت اُبھار کر باہر آتی ہیں۔ جو پردے کی روح کے سراسر منافی ہے۔ یہ میں نے اپنے الفاظ میں اس بچی کے سوال کا مفہوم بیان کیا ہے جس میں کچھ طرز میں تلخی پائی جاتی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ چند سال سے

میں نے متعدد مرتبہ پردے کی طرف جماعت کو متوجہ کیا ہے

اور اس مضمون پر بڑی تفصیل سے مختلف خطبات میں اور بعض خواتین کے خطابات میں روشنی ڈالی ہے۔ لیکن یہ ایک مضمون ایسا مضمون ہے جو خصوصاً مغربی دنیا میں بار بار دہرانے کے لائق ہے۔ عورتیں اس مضمون میں بحث کرتے ہوئے دو گروہوں میں بٹ جاتی ہیں۔ ایک وہ گروہ ہے جو خود پردے کا انتہائی پابند ہے۔ بلکہ پاکستانی طرز کا پردہ جو برقعہ کہلاتا ہے۔ برقعہ اور بھی کئی قسموں کا ہے۔ افغانستان میں بھی برقعہ ہے۔ عربوں میں بھی برقعے کا رواج ہے۔ ترکی میں بھی برقعے کا رواج ہے۔ لیکن میں اس برقعے کی بات کر رہا ہوں وہ پاکستانی برقعہ ہے۔ تو ایسی خواتین بھی ہیں جو پاکستانی طرز کے پردے اور برقعے میں ملبوس پوری طرح احتیاط کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتی ہیں۔ اور اس بات سے بالکل قطع نظر کہ وہ کس ملک میں رہ رہی ہیں جس پردے کو سچا پردہ سمجھتی ہیں اُسے اختیار کرتی ہیں۔ اور کچھ ایسی خواتین ہیں جو پردے سے باہر نکلنے کے آخری کنارے پر کھڑی رہتی ہیں۔ اور جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو بعض اُن میں سے برقعے بھی سلوا لیتی ہیں۔ جب نصیحت میں کچھ دیر ہو جاتی ہے تو برقعے اتر کے پھر چادریں سروں پر آجاتی ہیں۔ جب کچھ اور دیر ہو جاتی ہے تو چادریں سرکنے لگتی ہیں۔ اور بے احتیاطی بڑھنے لگتی ہے۔ تو ایسی بین بین کیفیت میں وہ زندگی گزارتی ہیں کہ اُن کا دل پردے پر مطمئن نہیں ہوتا۔ اور وہ یہ سمجھتی ہیں کہ بس سوسائٹی میں ہم زندگی بسر کر رہی ہیں یہاں عورت آزاد ہے۔ اور یہاں ویسے مسائل نہیں ہیں جیسے مسائل پاکستان یا تیسری دنیا کے بعض ممالک میں پائے جاتے ہیں۔ ادب کے تقاضوں کے پیشِ نظر، بیعت کے تقاضوں کے پیشِ نظر گو وہ باغیانہ مزاج کا اظہار تو نہیں کرتیں مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ دل بہر حال مطمئن نہیں۔ کیونکہ اگر دل مطمئن ہوتا تو وہ بے پردگی سے پردے کی طرف لوٹتے ہوئے ثباتِ قدم دکھاتیں۔ اور جس چیز کو اچھی چیز سمجھ کے پکڑا تھا، اُس پر قائم رہتیں۔ لیکن

بار بار پہلی حالت کی طرف لوٹنے کا رجحان بتاتا ہے

کہ اُن کے دل حقیقت میں پوری طرح مطمئن نہیں۔

جو پہلے گروہ کی خواتین ہیں اُن میں پھر آگے دو حصے ہیں:-

ایک وہ جو پردہ کرتی ہیں لیکن دوسری خواتین کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھتیں۔ اُن کے لئے دعائیں بھی کرتی ہیں۔ اُن کو نصیحت بھی کرتی ہیں۔ اور خود اپنی زندگی استغفار

"نیکی کو بشوق ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو!"
(کشتی نوح)

پیشکش:- گلوب ربر ملبوسات پریس ۳/۲ رابندرا سرانی - کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

فون:- 27-0441
گرام:- GLOBEXPORT

کی حالت ہی گزارتی ہیں کہ ایک نیکی کی خدا نے ہمیں توفیق بخشی۔ ہو سکتا ہے کہ دُوسری نیکیوں میں ہم اپنی بے پردہ بہنوں سے پیچھے ہوں۔ تو اُن کی یہ نیکی اُن کو تکبّر کی حالت میں داخل نہیں کرتی بلکہ اُن کے انکسار کو بڑھاتی ہے۔ یہی ہیں جو سابقات کہلانے کی مستحق ہیں۔ یہی ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے تزکیہ کے لئے چُن لیا ہے۔ اور اگر نیکی کے ساتھ آپ تکبّر کے پہلو کو داخل نہ ہونے دیں تو حقیقی فلاح کا یہی راستہ ہے۔

دُوسرا گروہ اُن میں ایسا ہے جو نادانی کے نتیجے میں بعض دفعہ نیکی کے تکبّر میں مُبتلا ہو کر اپنی دوسری بہنوں کو طعن اور تشنیع کے ساتھ چرکے لگاتی ہیں۔ اور اگر اُن کو جماعت کے نظام میں کوئی مقام دیا جائے تو ان کی سخت تکلیف محسوس کرتی ہیں۔ اور ایسی حالت میں زندگی بسر کرتی ہیں گویا کہ انہوں نے تو ایک مشکل قدم اُٹھایا تھا۔ ایک تکلیف اُٹھائی جماعت کے لئے اور نہ تکلیف اُٹھانے والوں کو اُن کے برابر کر دیا گیا۔ گویا اُن کی نیکی میں ایک اَور بھی بیماری کا پہلو پایا جاتا ہے۔ وہ اپنی نیکی کو گویا اسلام پر ایک احسان سمجھتی ہیں۔ اور اسلام کا احسان نہیں سمجھتیں اپنی ذات پر کہ جس نے ان کو ایک اعلیٰ نیکی کی راہ پر ڈال دیا۔ اور خدا کا احسان نہیں سمجھتیں جس نے توفیق بخشی کہ بظاہر ایک مشکل کام تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اُن کو یہ توفیق ملی اور خُدا ہی کی طرف سے ملی کہ وہ اس مشکل راہ پر خُدا کی خاطر قدم اُٹھائیں۔ اگر ان کو یہ احساس ہوتا یا یہ احساس ہو کہ یہ نیکی کی توفیق پانا اپنی ذات میں اللہ تعالیٰ کا ایک بہت ہی بڑا احسان ہے تو اس کے نتیجے میں وہ اپنے آپ کو بہتر سمجھتیں اور خوشحال سمجھتیں اور اپنی کمزور بہنوں پر نفرت کی نگاہ ڈالنے کی بجائے ان کو محبت سے دیکھتیں۔ ان کو پیار سے دیکھتیں مگر درد اور دُکھ کے ساتھ۔

یہ وہ بُنیادی فرق ہے جس کی تفصیل بیان کرنی بہت ضروری ہے

بلکہ اس کا تعلق صرف پردے سے نہیں بلکہ ہماری اَور بھی بہت سی اچھی اور بد عادات سے ہے۔ بلکہ ہر نیکی اور بدی کے ساتھ اِس مسئلے کا گہرا تعلق ہے۔ اسے سمجھنا ضروری ہے۔

آنحضرت صلعم کی ذات ہر نیکی سے مرصّع تھی۔ اور نیکی کے انتہائی مقامات پر آپ کو فائز فرمایا گیا۔ وہ گہری نیکیاں جن کا بندے اور خُدا سے تعلق ہے نیکیاں تو ایسی نیکیاں ہوتی ہیں جن میں سے اکثر باہر سے دیکھنے والے انسانوں کو دکھائی نہیں دیتیں۔ اور حقیقت میں خدا اور بندے کا تعلق دُنیا کی نظر سے پردے میں رہتا ہے۔ وہ مثبت فیصلہ کرے کسی کی حالت دیکھ کر، وہ بھی غلط ہو سکتا ہے۔ منفی فیصلہ کرے وہ بھی غلط ہو سکتا ہے۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ اندرونی طور پر کسی کا اپنے رب سے کیا تعلق ہے۔ لیکن نیکیاں ایسی ہوتی ہیں جو باہر سے نظر آتی ہیں اور دکھائی دیتی ہیں جیسا کہ میں نے ایک گزشتہ خطبے میں بیان کیا تھا۔ اخلاق اُن میں سے ایک ہیں۔ تو آنحضرت صلعم نے فرمایا اِنِّیْ بُعِثْتُ عَلٰی مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ۔ کہ دیکھو خدا تعالیٰ کی طرف سے میں اخلاق میں سے بھی چوٹی کے جو انتہائی عزت کے مقام پر فائز ہوتے ہیں، اُن پر میں فائز کیا گیا ہوں۔

تو اس پہلو سے حضرت اقدس محمد صلعم کے وہ لطیف اور باریک پہلو جو ہمیں دِکھائی نہیں دیتے اُن کو سرِدست نظر انداز بھی کر دیں، تو وہ پہلو جو دِکھائی دینے والے ہیں۔ لیکن

اخلاق کی انتہائی بلندیاں

اُن پر تو ہم ہر حال میں اگر توجہ کریں تو آنحضرت صلعم کو فائز دیکھ سکتے ہیں۔ اگر آپ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو اکثر سیرت کے مطالعہ کے دوران یہی پہلو ہے جو ہمیں دِکھائی دیتا ہے۔ اور اس کے پس منظر میں بہت سے پہلو ہیں جو مخفی رہتے ہیں۔ اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلعم کے مقابل پر دُوسرا انسان بڑا ... ۔ کیونکہ اخلاق ایک نسبتی چیز ہیں۔ اخلاق کا سفر اَدنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ایک لامتناہی سفر ہے۔ اور کم اخلاق والا انسان بعض دفعہ اعلیٰ اخلاق والے انسان سے اتنا دُور ہوتا ہے جیسے تحت الثریٰ، ثریا سے دُور ہے۔ اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلعم اگر وہ طریقہ اختیار کرتے جو

میں نے بیان کیا ہے کہ بعض ہم میں سے کم فہم انسان اختیار کر لیتے ہیں۔ یعنی اپنے سے کمزور کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تو آنحضرت صلعم کسی ایک فردِ بشر کی تربیت کے بھی اہل نہ رہتے۔ اپنے سے ہر چھوٹے کو آپؐ نے محبت اور رحمت کی نظر سے دیکھا ہے۔ اِس لئے

قرآنِ کریم نے آپؐ کو رحمۃٌ للعالمین قرار دیا

اور عالمین میں انسانوں کے علاوہ بھی تخلیق کو داخل فرما دیا۔ اور انسان سے اَدنیٰ تخلیق آنحضرت صلعم سے اَور بھی زیادہ دُور تھی۔ کیونکہ تخلیق میں سب سے اُوپر انسان ہے۔ تو آپؐ کے انتہائی انکسار کے پہلو کو ظاہر فرمانے کے لئے اور آپؐ کے خدا تعالیٰ کی تخلیق سے گہرے لامتناہی تعلق کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن قرار دیا کہ انسان تو انسان، وہ ادنیٰ مخلوقات بھی جو آنحضرت صلعم سے اپنے مقام اور مرتبے کے لحاظ سے بہت ہی گہرائی میں ہے اور بظاہر کوئی بھی اُن کا تعلق نہیں اُن پر بھی آپؐ رحمت کی نظر ڈالتے ہیں۔ اور پیار کی نظر سے اُن کو دیکھتے ہیں اور اُن کی کمزوریوں سے تکلیف اُٹھاتے ہیں اُن کی سہولت سے آپؐ کا دِل خوش ہوتا ہے اور آپؐ راحت پاتے ہیں۔ پس آپؐ کی زندگی میں ایسے بکثرت واقعات ملتے ہیں جن سے آپؐ کا رحمۃٌ للعالمین ہونا اور اس مضمون کے وسیع ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ جاندار چیزیں تو جاندار ہیں، بظاہر جو بے جان چیزیں ہیں اُن پر بھی

آپؐ کی رحمت عام تھی

اور اُن کے لئے بھی آپؐ دُکھ محسوس فرماتے تھے، اگر وہ دُکھ میں مُبتلا ہوں۔

آنحضرت صلعم کی زندگی میں دو دَور ہیں۔ ایک وہ جب آپؐ ایک درخت کے تنے کے ساتھ سہارا لے کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ اور ایک بعد کا دَور ہے۔ جبکہ آپؐ کے لئے منبر بنایا گیا۔ اور آپؐ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ پہلی مرتبہ جب آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو کچھ دیر کے بعد منبر کو چھوڑ کر اُسی درخت کے پاس آ گئے اور اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ اور آپؐ نے بتایا کہ میں جب منبر پر کھڑا ہُوا تو اس درخت سے درد کی چیخیں اور کراہنے کی آواز میں نے سُنی۔ اور مجھے پتہ لگا کہ یہ تکلیف میں مُبتلا ہے کہ کیا شان تھی ایک وقت میری کہ محمد مصطفیٰ صلعم مجھ پر ہاتھ رکھ کے خُطبہ دیا کرتے تھے اور آج مجھ سے جُدا ہو گئے ہیں۔ خطبے کے دَوران جب کشفی حالت میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ نظارہ دِکھایا تو منبر کو چھوڑ کر اس درخت کے پاس تشریف لے آئے۔ اور دوبارہ اس پر ہاتھ رکھ کے خطبہ دیا۔ یہ ایک کشفی نظارہ تھا جو

ہمارے لئے گہرا سبق

رکھتا ہے کہ کس درجہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلعم کو ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کے لئے پیار تھا۔ اور اس کے لئے محبت تھی۔ اور اس کے لئے درد محسوس فرماتے تھے اور جب ہم کہتے سُنتے ہیں کہ آپؐ رحمۃٌ للعالمین تھے تو یہ ایک فرضی بات نہیں ہے بلکہ ایک بہت ہی گہرا مضمون ہے۔ جس کا حقیقت سے تعلق ہے۔

پس اگر تربیت سیکھنی ہے تو آنحضرت صلعم ہی سے سیکھنی پڑے گی اور تربیت میں نفرت اور غصّے کا کوئی بھی کردار نہیں۔

تربیت سے نفرت اور غصّے کا کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں

تربیت حقیقت میں رحمت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اگر آپ اس مضمون کو سمجھ جائیں تو پھر آپ تربیت کی طرف پہلا قدم اُٹھانے کے اہل ہو جائیں گے۔ اور یہ راستہ ایک بہت ہی وسیع راستہ ہے۔ صرف ایک ہی قدم نہیں آتا اَور بھی قدم آتے ہیں۔ اَور بھی دُشواریاں درپیش ہوتی ہیں۔ تو اگر آپ تربیت کا مفہوم ہی نہ سمجھیں تو آپ تو پہلا قدم بھی نہیں اُٹھا سکتے۔ اور ہمیں تو بہت لمبے سفر کرنے ہیں۔

اِس مضمون کو سرِدست ترک کرتے ہُوئے میں واپس پردے کی طرف آتا ہوں۔ اور دوبارہ پھر انشاء اللہ خطبے کے آخر پر اِسی مضمون کو دوبارہ پکڑوں گا تاکہ اس کا تعلق خاتَم سے واضح طور پر آپ کو دِکھاؤں۔

جہاں تک پردے کا تعلق ہے

احمدی خواتین پر اس مغربی دنیا میں بہت ہی گہری ذمہ داری ہے اور حقیقت میں وہ اپنی اولادوں کو بنا بھی سکتی ہیں اور بگاڑ بھی سکتی ہیں۔ ایک ایسے ماحول سے آتی ہیں اکثر ہم میں سے۔ کچھ تو ایسی خواتین ہیں جن کی پرورش آزاد ملکوں میں اور ترقی یافتہ ملکوں میں ہوئی لیکن بہت سی ایسی خواتین یہ ہیں جو یہاں تشریف لائیں اور اس ملک کو یا ان ممالک کو اپنا دوسرا ملک بنالیا جن کا اقتصادی پس منظر بھی مختلف ہے اور اکثر حالات میں مشکل زندگی بسر کرنے والیاں تھیں اور معاشرتی اور تمدنی پس منظر بھی انتہا مختلف ہے کہ وہاں ادنیٰ سی آزادی پر انگلیاں اٹھا کرتی تھیں اور طعن سنا کرتی تھیں اور بعض دفعہ شکایات ہوا کرتی تھیں۔ نظام کی آنکھ بھی زیادہ وسیع طور پر نظر رکھنے والی تھی اور نظام کی پکڑ بھی بسا اوقات کڑی ہوا کرتی تھی۔ ایسی لئے وہاں جو زندگی انہوں نے بسر کی وہ زندگی آزاد زندگی نہیں تھی۔ ان کی نیکیوں کے لئے پرورش پانے اور پنپنے کا ایسا ماحول نہیں تھا کہ ہم ان کی نیکیوں کو حقیقی نیکی سمجھ سکتے۔ بہت سی نیکیاں ایسی تھیں جو دباؤ کے تابع تھیں اور بہت سی ایسی نیکیاں تھیں جو غربت کے نتیجہ میں خود بخود پیدا ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ نیکی تو وہ نیکی ہے جس میں دوام ہو۔ جس میں باقی رہنے کی صلاحیت ہو جو وقتی دباؤ کے تابع نہ ہو اور جغرافیائی حالات سے کوئی بھی تعلق نہ ہو۔ ہر حالت میں وہ نیکی رہے اسی لئے قرآن کریم میں

نیکی کے ساتھ باقیات کا لفظ

استعمال فرمایا۔ الباقیات الصالحات .. بلکہ باقیات کو پہلے رکھا کر نیکی کی بنیادی تعریف یہ ہے کہ وہ باقی رہنے والی ہو۔ ماحول سے متاثر نہ ہو بلکہ ماحول کو متاثر کرنے والی ہو۔ ہر حال میں زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اسی لئے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے' باقیات کے لفظ کو پہلے استعمال فرماتا ہے قرآن کریم۔ کہ نیکی تو ہے ہی وہی جس میں بقا کی طاقت ہو۔ جو زندہ رہنے کی اہلیت رکھتی ہو۔ وہ نیکی جو جگہ بدلنے سے مرجائے یا مرجھا جائے یا نیم جان ہو جائے اُسے قرآن کریم کی اصطلاح میں نیکی نہیں کہا جا سکتا۔

تو ایسی خواتین جو پردے میں ملبوس رہا کرتی تھیں یا بعض دیگر امور میں اسلامی پابندیوں کو اختیار کرتی تھیں جب اُن سے ہمارے دباؤ اُٹھ گئے اور جب دوسرے محرکات بھی ان کو نصیب ہو گئے جو دوسرے راستوں کی طرف ان کو بلانے والے تھے اگر وہ نیکیاں جو وہ پہلے وطن میں کیا کرتی تھیں وہ قرآنی اصطلاح میں نیکیاں ہوتیں تو ہرگز اس تبدیلی حالات کا ان کی نیکیوں پر کوئی بھی اثر نہ پڑتا تھا۔ لیکن اگر وہ مجبوری کی نیکیاں تھیں، عصمت بی بی، بیچارگی کا سا حال تھا۔ (ایک محاورہ ہے اردو کا) تو پھر اس صورت میں لازماً ان کے اوپر اثر پڑنا چاہیئے تھا اور یہ اثرات کم و بیش بہت سی صورتوں میں ہمیں بڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ پردے پر جو اس کا اثر پڑا وہ ایک ایسا اثر نہیں ہے جو اُن کی ذات تک محدود ہے۔ اس سے قومی کردار کے بننے یا بگڑنے کا تعلق ہے۔ آئندہ نسلوں کے سنبھلنے یا ٹھوکر کھانے کا تعلق ہے اور بہت ہی اہم مضمون ہے کیونکہ یہاں جو سب سے بڑا مقابلہ ہے وہ مذہبی دلائل کا نہیں بلکہ

تہذیب کی برتری یا تہذیب کے ادنیٰ ہونے کا مقابلہ

ہے۔ مذہبی دلائل بعد کی باتیں ہیں اس دنیا میں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت اسلام کی ٹکر تہذیب کے میدان میں ہو رہی ہے۔ ایک مغربی تہذیب ہے جس نے اوڑھنی اوڑھ رکھی ہے عیسائیت کی۔ حقیقت میں وہ عیسائیت نہیں ہے۔ ایک فرضی نام ہے "عیسائی تہذیب" عیسائیت سے اس تہذیب کا دور کا بھی تعلق نہیں۔ اور ایک اسلامی تہذیب ہے اس کے مقابل پر۔ ان لوگوں کو جو مادہ پرست ہو چکے ہیں اُن کو اگر تہذیب کی برتری دکھائی دے گی اور طمانیت نصیب کسی تہذیب میں نظر آئے گا اور کسی تہذیب میں زندہ رہنے کی صلاحیت اور طاقت دکھائی دے گی تو پھر یہ اسلام سے مرعوب ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ اُن کو دکھائی نہیں دے گا تو آپ کے دلائل کچھ بھی اثر نہیں دکھائیں گے۔ تو یہ ایک معمولی مضمون نہیں۔

ایک بہت ہی بڑا اور وسیع مضمون

اور اس کے مختلف پہلوؤں پر میں بارہا پہلے توجہ دلا چکا ہوں۔

پردہ ضروری نہیں ہے کہ برقعے کی صورت میں اختیار کیا جائے لیکن وہ خواتین جو ایسے ماحول میں پرورش پا چکی ہیں جہاں برقعہ اور پردہ ہم آہنگ ہو چکے تھے ایک ہی چیز کے دو نام سمجھے جاتے ہیں وہاں ان کا برقعہ عملاً پردہ چھوڑنے کے مترادف ہو جاتا ہے اور بسا اوقات برقعہ چھوڑنا احساس کمتری کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ ہزار بہانے وہ نفس نے تلاش کریں کہ نہیں یہاں تو برقعہ کی ضرورت کی ضرورت نہیں۔ یہاں دوسرا پردہ بھی تو ہو سکتا ہے۔ کم سے کم پردہ بھی تو کوئی چیز ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھیں تو ان کو محسوس ہوگا کہ یہ سارے نفس نے بہانے بنائے تھے اور سمجھانے ایک بات کو دکھایا تھا جو حقیقت میں ایک بدزیب بات تھی۔ عملاً وہ برقعے سے نہیں پردے سے بھاگنا چاہتی ہیں اور شرم محسوس کرتی تھیں ان گلیوں میں برقعہ پہن کر۔ کہ کوئی دیکھنے والا کیا کہے گا۔ کہ یہ دقیانوسی عورت کہاں سے آگئی۔ عورتیں آزاد پھر رہی ہیں' ہر قسم کی دنیا کی لذتیں حاصل کر رہی ہیں۔ ٹی وی پر دیکھو تب کیا اور گلیوں میں جا کر دیکھو تب کیا۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ اسی دنیا میں رہنا یہیں مرجانا ہے اور یہی سب کچھ مدعا ہے انسانی تخلیق کا۔ ان باتوں پر جب وہ نظر ڈالتی ہیں اور پھر برقعہ پہن کر باہر جاتے ہوئے دیکھتی ہیں اپنے آپ کو' اور لوگوں کی نظروں کو دیکھتی ہیں۔ یہ کیا بات ہے ہم کیوں پرانی اور دقیانوسی ہوں۔ تو کیوں نہ نسبتاً ادنیٰ پردے کی طرف لوٹ جائیں۔ ایک یہ طبقہ ہے۔ تبدیلیاں بظاہر بدی کے نتیجہ میں نہیں بلکہ شرمندگی کے نتیجہ میں یہ برقعہ اتارنے والی خواتین ہوتی ہیں۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ قدم پہلا قدم تو ہوتا ہے آخری قدم نہیں ہوتا اور رفتہ رفتہ تہذیبی اثرات اُن پر غالب آنے لگتے ہیں۔ جب ایک دفعہ سر جھکا دیا ایک تہذیب کے سامنے تو پھر وہ سر جھکتا ہی چلا جاتا ہے۔

کچھ دوسری خواتین ایسی ہیں

جن کا نفس بہانے ڈھونڈتا ہے

اور وہ یہ کہتی ہیں کہ برقعہ ثابت کرو کہاں سے آیا ہے قرآن کریم میں؟ یہ تو برقعہ ہے ہی نہیں اور پھر کم سے کم پردہ حضرت مسیح موعودؑ نے "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں واضح فرما دیا تو اس کے بعد ہم پر برقعہ ٹھونسنا زیادتی ہے۔ یہ درست ہے کہ برقعہ جب بھی ایجاد ہوا تھا' میں نہیں جانتا کس نے ایجاد کیا تھا۔ اس کے پیچھے یقیناً تکلیف وہ ہیں اور ہو سکتا ہے کہ برقعے کی بعض قسمیں اور عملاً ہوتا بھی ہے کہ برقعے کی بعض قسمیں اُن قرآنی پابندیوں سے بہت بڑھ کر ہیں جو قرآن عورت پر عائد کرتا ہے لیکن جو نے بھی یہ پابندیاں قرآن کے نام پر یا اسلام کے نام پر عائد کی گئیں جب وہ ایک سوسائٹی کا حصہ بن گئیں تو اُن سے باہر نکلنے میں بعض ایسی احتیاطوں کی ضرورت ہے جو ہمارے پیش نظر رہنی چاہئیں۔ اگر ان احتیاطوں کو چھوڑ دیں گے تو گہرا نقصان اٹھانے والے ہو جائیں گے کیونکہ ایک نئی نسل یا دو نسل کی تربیت کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ ہم نے برقعے کو پردہ سمجھ لیا تھا۔ حالانکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے حقیقت میں

برقعہ پردہ نہیں ہے پردے کا ایک ذریعہ ہے

اور بعض بہت سی صورتوں میں اس پردے سے زیادہ سخت ہے جو اسلام عائد کرتا ہے۔ مثلاً صوبہ سرحد میں اگر آپ چلے جائیں تو وہاں ایک تنبو (TENT) قسم کا برقعہ آپ کو نظر آئے گا اور نہایت ہی ایک خوفناک شکل ہے اس برقعے کی۔ باریک سوراخ آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں اور سارا' سر سے پاؤں تک۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک تنبو میں لپٹی ہوئی عورت پھر رہی ہے اور اس کی زندگی ایک تکلیف کا زندگی رہتی ہے ہمیشہ۔ وہ حتی المقدور باہر ہی نہیں جاتی بیچاری۔ کہ جب کبھی جاؤں گی اس مصیبت میں

مبتلا ہو کے باہر نکلوں گی۔ تو بعض اوقات شدت بھی اختیار کر لیا برقعے نے جو پنجاب میں عموماً نہیں پائی جاتیں۔ اور احمدیت میں جو برقعہ رائج ہے وہ پنجاب میں رائج دوسرے برقعوں سے بھی نسبتاً آسان ہے۔ ہم نقاب میں آنکھوں کی جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔ عورتیں آنکھیں نیچی کر کے نقاب لیتی ہیں اور بہت بہتر اور زیادہ سہولت والی شکل ہے اور قرآنی تعلیم کے مخالف بھی نہیں۔ جہاں تک نظر کا تعلق ہے

مرد اور عورت میں قرآنی تعلیم میں کوئی فرق نہیں

گویا کوئی یہ کہے کہ عورت کی آنکھ چھپانی ضروری ہے جبکہ مرد کی آنکھ چھپانی ضروری نہیں تو وہ قرآنی تعلیم کو نہیں جانتا تھا۔ یا اگر جانتا ہے تو کسی اور مصلحت کے پیش نظر ایسی بات کر رہا ہے۔ جہاں تک حقیقی قرآنی تعلیم کا تعلق ہے، مرد اور عورت کی آنکھ میں تعلیم میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں کو جھکنا چاہیئے۔ دونوں کو آزادانہ نہیں پھرنا چاہیئے۔ تو آنکھ کا پردہ تو یہ پردہ ہے۔ باقی جو چہرے کا پردہ ہے، جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے حضرت مسیح موعودؑ کی تشریح کے بعد احمدی خواتین میں جو برقعہ رائج رہا۔ یا اب بھی رائج ہے، وہ دوسرے تہذیبی برقعے سے نسبتاً آسان تر ہے اور الا ما شاء اللہ اس کی روزمرہ زندگیوں میں کوئی دقت پیدا نہیں کرتا۔ تو جب اس برقعے کو چھوڑ کر بعض خواتین یہ کہہ کر کہ برقعہ پردہ نہیں، باہر آنے کی کوشش کرتی ہیں تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، بعض اوقات تو وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو کر ایک دوسری تہذیب کے نیچے سر جھکا کر یہ عذر پیش کرتی ہیں اور بعض دفعہ ان کا نفس آزادی کے تقاضے کرتا ہے جو بے راہ روی کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ اور پھر اپنے خاوندوں اور اپنے بڑوں کو کہتی ہیں کہ "دکھاؤ قرآن کریم سے برقعہ کہاں لکھا ہوا ہے؟"

بہرحال اگر وہ برقعہ چھوڑ دیں اور پردے کی تعریف کے مطابق پردہ کریں تو کسی کو کوئی حق نہیں کہ ان پر انگلی اٹھائے اور ان پر اعتراض کرے۔ ہم نصیحت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ پتہ ہے کہ

اکثر برقعہ چھوڑنے کے بعد

پھر قدم آگے بڑھنے شروع ہو جایا کرتے ہیں اور اولادوں پر اس کا برا اثر پڑتا ہے اس لئے بطور نصیحت کے بار بار آپ کو توجہ دلائی جاتی ہے اور اگر وہ سختی سے کہیں کہ نہیں! ہم اسلامی حکم ... کم تعریف پر پورا اتریں گی تو ان کا حق ہے ہم ان کو زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر تم کم سے کم کی بجائے زیادہ سے زیادہ کی کوشش کرو تو یہ زیادہ نیکی ہوگی۔ ایک نفلی کام ہے جو قوم کے لئے ممد اور معاون ثابت ہوگا جو ہماری تہذیب کی حفاظت کے لئے بہت ہی کارآمد ہوگا اور اس دنیا میں اسلامی معاشرے کو غالب کرنے کے لئے اور غالب آنیوالی نسلیں پیدا کرنے کے لئے، تمہاری یہ قربانی بہت دور تک اثر دکھائے گی۔ اس رنگ میں نصیحت تو ہم کر سکتے ہیں مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیونکہ کم سے کم پردہ اس لئے تمہارا سوشل بائیکاٹ ہوگا۔ تمہیں ادنیٰ سمجھا جائے گا۔ تمہیں بدتر کہا جائیگا کسی کو کہنے کا حق نہیں۔ اس لئے بعض خواتین جو برقعے میں ملبوس رہتی ہیں مجھے یہ کہتی ہیں کہ آپ یہ کیوں کہہ دیا کرتے ہیں پھر کہ کم سے کم پردہ بھی کر لو تو کوئی حرج نہیں۔ اور مجھ سے بعض بحثیں کرتی ہیں۔ میں ان کو یہی کہتا ہوں کہ "یہ کہتا ہوں لیکن دوسری ساری باتیں سمجھانے کے بعد کہتا ہوں۔ اور یہ اس لئے کہتا ہوں کہ میرا ہرگز کوئی حق نہیں ہے کہ اسلامی شریعت میں دخل اندازی کر دوں۔

اسلام کی شریعت کی ۲ دو انتہائیں معین ہیں

صحیح ہے کہ ہمیشہ کے لئے ان کی وضاحتیں کرنا انبیاء کا کام ہے۔ سب سے اوّل حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلعم کا کام تھا اور آپؐ نے فرمائی اور پیچھے دور میں جو حدیثیں بگڑیں یا بعض ناقابل اعتماد ہو گئیں کے نتیجے میں دوبارہ جب وضاحت کی ضرورت پیش آئی تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے وہ وضاحت فرما دی۔ اس وضاحت میں دخل اندازی کرنیوالا میں ہوتا کون ہوں؟ کس ماں کا بیٹا ہے جو وقت کے امام کو، جس کو خدا نے ہو۔ اس کو شریعت کا وضاحت کرنے والا نہ سمجھے اور اس پر اضافے کر دے یا اس میں کمی کر دے۔ اس لئے جو کچھ بھی کوئی کہے میں ہرگز اس کم سے کم معیار کو بدلنے والا انسان نہیں ہوں۔ نہ میری طاقت ہے نہ میری حیثیت ہے۔ اس لئے وہ تو میں ضرور بیان کروں گا لیکن وہ معیار بھی جسے آپ کم سے کم سمجھتی ہیں، ایک بہت ہی اعلیٰ معیار ہے۔ کیونکہ اس کے پیچھے پردے کی ساری روح قائم ہے وہ سارے تقاضے جو پردے کے ہیں، ان کو نظر انداز کرنے کے بعد وہ کم سے کم معیار نہیں رہتا بلکہ ان کو ملحوظ رکھنے کے بعد پھر وہ کم سے کم معیار بنتا ہے اور یہ

ایک بہت بڑا مطالبہ

ہے۔

ایسی خواتین جو چہرہ اتنا ڈھانپیں صرف، جتنا کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں حضرت مسیح موعودؑ نے ہاتھ سے ایک تصویر بنا کر دکھایا ہے، بالکل کافی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ جو روح بیان فرمائی ہے اس کو بھی تو ملحوظ رکھیں۔ اگر اس کی روح مار دیں گے تو پردے کا بت تو قائم ہو جائے گا۔ ایک زندہ پردہ قائم نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں پھر ان خواتین کو چاہیئے کہ باہر جب نکلیں تو ہرگز سنگھار نہ کریں۔ اپنی آسائش کو بڑھا کر نہ دکھائیں۔ اپنی چال ڈھال میں ایک وقار پیدا کریں۔ اپنے جسم کو سمیٹ کر رکھیں اور ہرگز ایک بیمار آدمی کو یہ احساس نہ ہو کہ یہ ہمیں اپنی طرف کھینچ رہی ہیں۔ بلکہ ان کی نظر ایک غلط نظر کو دھتکار کر پیچھے پھینکے۔ اگر یہ روح ہے پردے کی تو وہ کم سے کم معیار جسے آپ کم سے کم سمجھ رہی ہیں، وہ کم سے کم رہتا ہی نہیں دراصل ایک بہت بلند معیار بن جاتا ہے اور کسی کا حق نہیں کہ اس کے اوپر اعتراض کر سکے۔

لیکن ظاہری طور پر کم سے کم صورت کو اختیار کر لینا اور اندرونی طور پر کم سے کم کو کلیتاً نظر انداز کر دینا اور ہر اس چیز کو جو روح کہلاتی ہے اس کو بھلا دینا یا پرے پھینک دینا حماقت ہے۔ یہ تو پردہ نہیں ہے اس کے کچھ اثرات ایسے ہیں جو ذاتی ہیں۔ مجھے اس وقت ان سے زیادہ بحث نہیں ہے۔

انفرادی نیکیاں اور انفرادی برائیاں

ہر ایک کا معاملہ اپنے رب سے ہے وہ جس کو چاہے گا بخشے گا اور جس کو چاہے گا پکڑے گا۔ لیکن بحیثیت قومی نگران کے خصوصیت کے ساتھ وہ پہلو آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں جو ساری قوم پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اس زمانے کے احمدیوں پر نہیں بلکہ آئندہ آنیوالے احمدیوں پر بھی شدید اثر انداز ہوں گے۔ یہ تمدنی تقاضے اگر آپ چھوڑ دیں گے "اسلام کے تمدنی تقاضے اور یہ معاشرتی تقاضے اگر آپ چھوڑ دیں گے جو اسلام کے معاشرتی تقاضے ہیں تو اس کے بہت ہی گہرے اثرات آپ کی اولادوں پہ مترتب ہوں گے۔

ایک بنیادی اصول

ہمیشہ سے پیش نظر رکھنا چاہیئے جس کو بھلانے کے نتیجے میں قومیں بعض دفعہ شدید نقصان اٹھاتی ہیں اور قوموں کی ترقی اور تنزل میں یہ بنیادی اصول ہمیشہ کارفرما رہتا ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ جب آپ نیکی کی طرف قدم بڑھاتے ہیں تو یہ اوپر کا رستہ ہے جس کے لئے دقت ہوتی ہے اور مشکل پڑتی ہے۔ اپ ہل ٹاسک (UP HILL TASK) یعنی چڑھائی پر چڑھنے کا رستہ ہے۔ اور جب آپ بدی کی طرف قدم بڑھاتے ہیں تو وہ اترائی کا رستہ ہے۔ جو نسبتاً آسان ہے اور آپ کے قدموں میں تیزی پیدا کرنیوالا رستہ ہے۔ اس لئے جب ماں باپ نیک ہوں تو ہرگز ضروری نہیں کہ اولاد بھی نیک بنے خود بخود۔ ماں باپ کا نیکی کا راستہ ایک مشکل رستہ ہے اس لئے وہ دس قدم چلیں گے تو ایک قدم اولاد آئے گی۔ سوائے اس کے کہ وہ دس گنا محنت کریں اپنی اولاد پہ۔ اس لئے صرف نیک ماں باپ کی اولاد نیک نہیں ہوا کرتی۔ ان نیک ماں باپ کی اولاد نیک ہوتی ہے

جو اپنی نیکی کے علاوہ اپنی اولاد پر دس گنا محنت کرتے ہیں اور بدی کا رستہ اُترائی کا رستہ ہے۔ اگر ماں باپ ایک قدم بدی کی طرف اُٹھائیں گے تو اولاد دس قدم آگے بڑھائے گی اور صرف ایک قدم پر نہیں ٹھہرے گی۔ اس لئے وہ بے احتیاطیاں جو آپ معاشرتی لحاظ سے یا تمدنی لحاظ سے، یا اخلاقی لحاظ سے، یا مذہب کے اعلیٰ تقاضوں کے لحاظ سے کر جاتے ہیں ان کا اولاد پر اثر مترتب ہوتا چلا جاتا ہے۔

وہ مائیں جو مغربی تہذیب سے مسحور ہو جاتی ہیں

اور متاثر ہو جاتی ہیں ان کے بالوں کے کٹنے کے انداز ہیں۔ ان کے گفتگو کے انداز ہیں۔ ان کے اپنے بدن کو سمیٹنے یا نہ سمیٹنے کے انداز ہیں۔ اُن کی چال ڈھال میں، نظر آنے لگ جاتا ہے کہ یہ ہاتھ سے نکل رہی ہیں۔ مسحور ہو چکی ہیں ایک دوسری تہذیب سے۔ مجبور ہیں۔ زیادہ قدم اس لئے نہیں بڑھا سکتیں کہ دیکھنے والی آنکھیں ایسی ہیں جن کے دیکھنے کو یہ رنگ نظر انداز نہیں کر سکتیں۔ ان کے بزرگ ہیں، ان کے بھائی ہیں، ان کے خاوند ہیں، اُن کے دوسرے عزیز ہیں۔ جو جب ان کو دیکھتے ہیں تو وہ ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اگر یہ ساری آنکھیں ہٹ جائیں۔ یہ ساری نگرانی ختم ہو جائے تو جہاں وہ کھڑی ہیں۔ اس سے کئی گنا آگے ایک غلط رستہ کی طرف جاتی ہوئی دکھائی دیں گی۔ اس لئے ایسی خواتین جب پردہ توڑتی ہیں یا پردے سے بے پردگی کی طرف رفتہ رفتہ بھی قدم بڑھاتی ہیں تو یہ سمجھ لینا کہ ان کی اولاد ان کی اس حقیقت کو سمجھ نہیں رہی ہوتی۔ اس پس منظر کو نہیں سمجھ رہی ہوتی۔ ایک بہت ہی سادگی ہے ایک بہت ہی بھولا پن ہے۔

امرِ واقعہ یہ ہے

کہ خدا تعالیٰ نے بچوں کو بہت ہی ذہین بنایا ہے جب وہ دیکھتے ہیں اپنے ماں اور اپنے باپ کا انداز تو اس کی رُوح کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ظاہر کو نہیں دیکھ رہے ہوتے۔ اور اگر اُنہوں نے بدی کی طرف ایک قدم اُٹھایا ہے تو وہ دس گنا زیادہ تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہیں اور اُن کی نسل کی آنکھیں بدلنے لگتی ہیں اور جو لوگ اس راز کو نہیں سمجھتے کچھ دیر کے بعد ان کی اولاد ان کے لئے معمہ بن جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں ہم تو ایسے بُرے نہیں تھے۔ ہم نے تو ظاہری طور پر سب تقاضے پورے کئے۔ جماعت میں تعلق رکھا۔ نمازیں بھی پڑھیں۔ چندے بھی دیئے۔ یہ اولاد کی نظریں بگڑ گئی ہیں۔ ان کو کیا ہو گیا ہے؟ ان کے لئے پھر وہ بے چین بھی ہوتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ چند بے احتیاطیاں اُنہوں نے ایسی کی ہوتی ہیں، جو دراصل غیر تہذیب سے مرعوب ہونے کے نتیجہ میں وہ کرتے ہیں اور اولاد جان لیتی ہے کہ ہمارے ماں باپ اس معاملے میں شکست کھا چکے ہیں۔ روکیں ٹوٹ چکی ہیں اور پھر وہ تیزی کے ساتھ بے دھڑک آٹھ دس گنا زیادہ رفتار کے ساتھ ان رستوں پر چل پڑتے ہیں اور جب وہ اپنے سے بہت آگے بڑھتا ہُوا اُن بدیوں میں دیکھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ ہم نے تو نہیں کہا تھا۔ ہم تو روکتے ہی رہے ان کو۔ ہم تو یہی تعلیم دیتے رہے کہ ٹھیک بنو۔ ان کو کیا ہو گیا ہے؟

تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ بنیادی مسئلہ ہے۔

قوموں کی زندگی اور ترقی کا راز

اس مسئلے میں ہے۔ اس کو سمجھیں اور اس کو زندہ رکھیں اور اس کو یاد رکھیں کہ نیکیوں میں اگر آپ دس قدم اُٹھائیں گے تو آپ کی اولاد ایک قدم اُٹھائے گی سوائے اس کے کہ دس گنا محنت سے آپ اس اولاد کو اپنے ساتھ لیجانے کی کوشش کریں اور بدیوں میں اگر ایک قدم آپ اُٹھائیں گے تو آپ کی اولاد دس قدم اُٹھائے گی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ان کو بچالے۔ لیکن جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق ہے یہ قانون کی شکل میں جاری قانون ہے جسے آپ روک یا بدل نہیں سکتے۔

اس پہلو سے جو سب سے بڑا خطرہ مجھے درپیش ہے، ہم جماعتی لحاظ سے اس کو دیکھتے ہیں، تو یہ شکل نظر آتی ہے کہ ایک نسل باہر سے آئی یہاں آباد ہوئی۔ اُن کے ماں باپ نے یہ دعوے کئے تھے کہ ہم اسلام کو اس سرزمین میں غالب کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ یہ بلند بانگ دعوے کرتے تھے اور کرتے ہیں کہ ہم نے امریکہ کو بھی فتح کرنا ہے اور روس کو بھی فتح کرنا ہے اور چین کو بھی فتح کرنا ہے اور جاپان کو بھی فتح کرنا ہے اور کینیڈا کو بھی فتح کرنا ہے اور انگلستان کو بھی فتح کرنا ہے اور جرمنی کو بھی کرنا ہے اور یورپ کے دیگر ممالک کو بھی۔ اور یہ سارے اسلام کے زیرنگیں دعوے ہیں۔

یہ دعوے لے کر جو قوم اُٹھی ہو

اور ان دعووں میں سچا ایمان رکھتی ہو اور ان دعووں میں سنجیدہ ہو۔ جب اس قوم کے نمائندے سفیر بن کر ان غیر قوموں میں جا کر آباد ہوتے ہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ وہ مؤثر ہیں یا متأثر ہیں! اگر آج وہ متأثر نہیں بھی دکھائی دیتے نمایاں طور پر، لیکن ایسے اعمال کر رہے ہیں کہ ان کی اولادیں متأثر ہو جائیں تو لازماً اگلی نسل ہم ان لوگوں کے سامنے ہار بیٹھیں گے اور ہمارا رُخ فتح کی طرف نہیں بلکہ شکست کی طرف ہوگا۔ قرآن کریم کی اس آیت کو نظر انداز کرنے والے ہوں گے۔ کہ

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلاموں کے لئے تو قرآن کریم نے یہ معیار پیش کیا تھا۔ اُن کے مقابل پر فتح کا دعویٰ کرنیوالوں کو یہ بیان فرمایا یہ کہہ کر متوجہ کیا کہ یہ بڑھ رہے ہیں اور تمہاری تہذیب کو ہر طرف سے چاٹتے چلے جا رہے ہیں اور ختم کرتے چلے جا رہے ہیں جس طرح سیلاب کناروں کو کھا جاتا ہے۔ اس طرح یہ ایسے مؤثر لوگ ہیں۔ اس طرح غالب اثر رکھنے والے لوگ ہیں کہ دن بدن اردگرد سے تمہاری زمینیں کم کرتے چلے جا رہے ہیں اور پھر تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم غالب آ جاؤ گے! جن کی زمینیں گھٹ رہی ہوں، جن کے کنارے ٹوٹ رہے ہوں۔ وہ تو غالب نہیں آیا کرتے۔ وہ

جو پھیلتے ہیں اور اثر انداز ہوا کرتے ہیں وہ غالب آیا کرتے ہیں

تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کیسے غالب آئیں گے؟ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھی تو دن بدن ان کی زمینیں کاٹ رہے ہیں اور گھیرتے چلے جا رہے ہیں ان کو۔ اور کہتے یہ ہیں کہ ہم غالب آئیں گے: تو کیا یہی صورت ان احمدیوں کی بھی ہے؟ جو غیر قوموں میں جا کر آباد ہوتے۔ جن کی فتح کا دعویٰ لے کر وہ اُٹھے تھے۔ اور جن کی فتح کا دعویٰ لیکر آج بھی وہ زندہ ہیں۔ اگر ان کی تہذیب غالب آ رہی ہے، اگر ان کے کنارے منہدم کر رہے ہیں اور اگر ان کا اثر پھیلتا جا رہا ہے تو یقیناً یہ قرآن کریم کا بیان ہم پر چسپاں ہوتا ہے اور اگر یہ نہیں ہوتا اور ہم دن بدن ان کی تہذیب کے نیچے مغلوب اور متأثر ہوتے چلے جا رہے ہیں، تو پھر یہی غالب آئیں گے۔ پھر اس دعوے میں کوئی بھی سچائی نہیں کہ ہم غالب آنیوالے ہیں کیونکہ ہم ان نسلوں کے ذریعے اسلام یہاں غالب نہیں ہو سکتا جو مغلوب ہو جائیں ان سے اور جو متأثر ہو جائیں۔

اس مضمون کا خاتمیت کے ساتھ ایک بہت گہرا تعلق ہے اور خاتمیت کے صحیح معنوں کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ قرآن کریم کے مضمون کو اگر آپ صحیح سمجھیں تو اس میں عظیم الشان فوائد ہیں۔ اگر غلط سمجھیں تو اسی حد تک نقصانات ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو خاتمیت کی تفسیر فرمائی اُس سے ہم اس لئے بھی چمٹے ہوئے ہیں اور مجبور ہیں اسی سے چمٹے رہنے پر کہ اس میں اُمتِ محمدیہ کے عظیم مصالح ہیں اور عظیم فوائد اس تفسیر سے وابستہ ہیں اور جو تفسیر آج کے ظاہری علماء ہم پر ٹھونسنا چاہتے ہیں، وہ شدید نقصان کے پہلو رکھنے والی تفسیر ہے۔ چنانچہ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کا اُمت کی تربیت سے ایک بہت ہی گہرا تعلق ہے اور اٹوٹ تعلق ہے۔ جو سمجھتا ہی نہیں اس تعلق کو، وہ اسے مناظروں اور کج بحثوں کیلئے استعمال کرتا ہے اور جو سمجھتا ہے اُس کیلئے اس میں عظیم الشان فوائد ہیں اور زندگی بخش

قرآن کریم فرماتا ہے :-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ...... (الاحزاب ۴۱: ۳۳)

کہاں یہ تہمت ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تم جیسے بے اثر اور بے تاثیر مردوں کے باپ نہیں ہیں جن کی تہذیب مٹ جانے والی ہے۔ ہاں انبیاء کے باپ ہیں جو غالب آیا کرتے ہیں۔ انبیاء کی مہر ہیں یعنی انبیاء کی بھی تشکیل کرنے والے ہیں انبیاء کو وہ تیرہ تاریکی شکل نہیں بنا رہے بلکہ اُن کی شکل میں انبیاء ڈھلنے والے ہیں یہ

ایک بہت ہی عظیم الشان تفسیر

ہے جس کا اسلام کے مستقبل سے گہرا تعلق ہے۔ اس کے مقابل پر وہ علماء جو نعوذ باللہ من ذالک اپنی تحریک کو تحفظ ختم نبوت کی تحریک کہتے ہیں۔ اُن کی تفسیر بالکل اس سے الٹ مضمون کھینچتی ہے۔ چنانچہ مولانا مودودی صاحب نے ایک لفظ بہت دُور کی کوڑی لاتے ہوئے یہ بیان کیا کہ دیکھو خاتم تو اُس مہر کو کہتے ہیں جو ڈاک کے لفافے پر لگتی ہے اور بعض دوسرے بڑے علماء آج کل ایسی باتیں کرتے ہیں۔ اور جب وہ بند کر دیتی ہے تو اس میں نہ کوئی جا سکتا ہے اور نہ کوئی باہر آ سکتا ہے۔ اس لئے ہر قسم کی نبوت ہمیشہ کیلئے ختم ہو گئی ہے۔ حالانکہ وہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ پرانے علماء، بزرگ علماء نے بڑی وضاحت سے یہ بات لکھی ہے کہ خاتم کے دو معنے ہیں۔ ایک وہ مہر جو اپنی تصویر بناتی ہے اور ایک ساد تصویر جو مہر سے بنتی ہے۔

آنحضرت صلعم تصویر بنانے والے ہیں

یعنی حضور تصویر بنانے والے وہ مہر نہیں ہیں جو لفافے پر نقش ہو جاتی ہے بلکہ وہ مہر ہیں جو نقش بناتی ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ لفافے والی مہر مراد ہے تو نعوذ باللہ من ذالک، انتہائی خطرناک رسول کریم صلعم کی گستاخی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب بنے گا کہ انبیاء نے یہ مہر لگائی ہے۔ یعنی محمد مصطفیٰ صلعم کو انبیاء نے پیدا کیا ہے اور اُن کی تاثیر کے نتیجے میں محمد مصطفیٰ صلعم پیدا ہوئے ہیں کیونکہ انبیاء کی مہر سے مراد اگر وہ مہر ہے جو لفافے پر نقش ہو گئی تو انبیاء نے بنائی ہے وہ مہر پھر۔ اور اگر وہ مہر مراد ہے جو نقش کرتی ہے تو وہ مہر ہمیشہ اثر ڈالتی رہتی ہے اور آزاد رہتی ہے اس نقش سے جو وہ پیدا کرتی ہے۔ تو انبیاء کی مہر سے انبیاء پیدا کرنے والا مراد ہو گی پھر۔ یعنی خاص حالت میں آپ ان کے معنی کر سکتے ہیں یا معقول حالت میں کر سکتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلعم خاتم ان معنوں میں ہیں کہ آپ خاتمیت کی تاثیر رکھنے والے ہیں۔ آپ اپنی سیرت کو دوسرے میں منتقل کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں تو مراد یہ ہوگی کہ یہ تو نئی گر ہے۔ ایسی عظیم الشان اس کی تاثیر ہے کہ ماسوا تو کیا انبیاء بھی اس کے سامنے آئیں تو اس کے رنگوں میں مبتلا ہو جائیں اسی کے نقوش اختیار کرلیں اور اپنی صورتیں بدل دیں۔ کوئی بھی اہمیت ان کے نزدیک پہلی شکلوں کی باقی نہ رہے۔ اپنے .... اخلاق کو اخلاق نہ سمجھیں۔ اور اپنی خوبیوں کو خوبیاں نہ سمجھیں۔

محمد مصطفیٰ صلعم کے رنگ میں رنگین

ہونے کو ہی اپنی زندگی کا سب سے بڑا فخر سمجھیں اور غرض جو خوبیاں انبیاء میں پائی جاتی ہیں وہ بھی آپ کے دائمی نقش سے تعلق رکھنے والی ہیں۔ جو ماضی پر بھی اثر انداز ہوتا ہے اور مستقبل پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون کے بیان کرنے کے معاً بعد فرمایا: وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ (احزاب ۴۱: ۳۲)

یعنی یہ جو مضمون ہے اس کا خدا تعالیٰ کے علم سے گہرا تعلق ہے جب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلعم ہی خاتم الانبیاء ہیں تو وہ ماضی کا علم رکھنے والا بھی خدا ہے اور مستقبل کا علم رکھنے والا خدا ہے۔ جانتا ہے کہ یہ وہ وجود ہے جو اثر قبول نہیں کرتا بلکہ اثر پیدا کرنے والا وجود ہے۔ اور انبیاء کو بھی گھڑتا ہے۔ غیر کا اثر تو غیر کا اثر ہے۔ سب سے خوش قسمتی دنیا میں انبیاء کی ہستی ہوتی ہے جو غیر معاشرے سے متاثر نہیں ہوتے معاشرے کو اپنے رنگ میں ڈھالتے ہیں یہی

نبوت کی سب سے بڑی شان

ہے اور فرمایا: "یہ نبیوں کو بھی متاثر کرنے والا ہے۔"

تو آپ تو اس کے غلام ہیں اور ان معنوں کو سمجھتے ہوئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلعم کے غلام ہیں کہ آنحضرت صلعم کا اثر تمام غیر انبیاء پر پڑ سکتا ہے اور غیر انبیاء اپنے اثر کو آنحضرت صلعم میں جاری نہیں کر سکتے۔ تو آپ کا اثر سب قوموں پر پڑنا چاہیئے اور کسی قوم کا اثر آپ پر نہیں پڑنا چاہیئے۔ یہ خاتمانہ مضمون ہے جو خاتم کے لفظ میں بیان ہوا ہے اور ان کو نظر انداز کر کے جو ظاہری علماء نے اس کا مفہوم پیش کیا ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ ہر دوسری قوم سے متاثر ہو جائیں گے اور کسی ایک قوم کو بھی متاثر نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کو نبیوں کی مہر قرار دے رہے ہیں جو نبی گویا لگا دیتے ہیں۔ معقول حالت ہے۔ بن جانے والی مہر یا نبیوں کا اثر قبول کرنے والی مہر ہی تو فیصلہ کن بات ہے ساری۔ پس

ہم جس مہر کے قائل ہیں

جس خاتم کے قائل ہیں وہ ایسا خاتم ہے جو اپنی صفات کو اپنے اخلاق کو اپنے کردار کو دوسروں میں جاری کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اس پہلو سے جب آپ دوبارہ اس آیت کو پڑھیں تو مراد یہ ہوگی۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ تم کون سے مرد بنے پھرتے ہو کہ جن کا باپ ہے۔ تم ایسے مرد ہو کہ تم اپنی اولادوں میں بھی اپنے نقوش نہیں جاری کر سکتے۔ قطعی بھی جو اولاد ہو گی اس پر بھی محمد مصطفیٰ صلعم کا رنگ غالب آنے والا ہے اور شیبہ کی بھی جو اولاد ہو گی اس پر بھی محمد مصطفیٰ صلعم کا رنگ غالب آنے والا ہے اور ابوجہل کی بھی جو اولاد ہو گی اس پر بھی محمد مصطفیٰ صلعم کا رنگ غالب آنے والا اور ولید کی جو اولاد ہو گی اس پر بھی محمد مصطفیٰ صلعم کا رنگ غالب آنے والا ہے۔ یہ تو نبیوں کا باپ ہے۔ تمہارے جیسے مردوں کی حیثیت کیا ہے کہ اس کے ساتھ مقابلہ کرو اور اس کی تہذیب پر غالب آنے کی کوشش کرو۔

یہ ہے معقول مضمون جس میں رجولیت پائی جاتی ہے

غیر معمولی عظیم الشان قوت، جوش

پائی جاتی ہے۔ جس پہلو سے آج وہ زندہ ہوا ہے اگر آپ حقیقتاً آنحضرت صلعم کا یہ مقام سمجھ چکے ہیں اور اس مقام کو سمجھنے کے نتیجے میں آپ کو تسلی کیا جا رہا ہے اور آپ کا خون بہایا جا رہا ہے۔ آپ کو قیدوں میں پھینکا جا رہا ہے آپ کے اموال لوٹے جا رہے ہیں۔ آپ کو حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ تو اس مقام کو سمجھ کر اس کی قیمت تو وصول کریں۔ کیسا نقصان کا سودا ہو گا کہ اسی وجہ سے آپ کو دکھ دئے جائیں اور آپ کے پاس جو کچھ ہے وہ چھین لیا جائے کہ آپ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو تمام انبیاء سے بڑھکر غالب اثر رکھنے والا یقین رکھتے تھے اور یہی آپ کا ایمان اور آپ اپنی ذات میں اس مضمون کو بھول جائیں اور غیر انبیاء کی قوموں سے اثر قبول کرنے لگ جائیں۔ ہر غیر نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے زیر نگیں آنے والا ہے اور غیر نبی کی قوم آنحضرت صلعم کی قوم کے زیر نگیں آنے والی ہے۔

یہ ہے خاتمیت کا پیغام جو آپ کو دیا گیا

اور اس پیغام کی خاطر آپ نے بے انتہا قربانیاں دی ہیں اور دیتے چلے جائیں گے۔ اس کے ثمرات سے کیوں محروم رہتے ہیں؟ کیوں اپنے آپ کو مغلوب بنا لیتے ہیں؟ کیوں اپنے آپ کو متاثر کر لیتے ہیں؟ کیوں آپ کی عورتیں بھی یہ میدان چھوڑ دیتی ہیں؟ اور آپ کے مرد بھی یہ میدان چھوڑ دیتے ہیں؟

یہ دیکھنے کے مضمون میں محض عورتوں کا قصور نہیں ہے۔ مردوں نے خاتمیت کے مضمون کو بھلا دیا ہے تو عورتوں نے یہ حرکتیں کی ہیں۔ مرد اگر مؤثر رہتے تو ممکن نہیں ہے تھا کہ ان کی عورتیں بے پردگی کریں اور بے راہ روی اختیار کریں یا دوسری تہذیبوں سے مغلوب ہو جائیں اور ان کے سامنے آنکھیں جھکا لیں۔ آپ کو سر اٹھائے چلنا چاہیئے تھا کہ آپ بتاتے دنیا کو اور دکھاتے کہ آپ کی قدریں غالب قدریں ہیں۔ آپ کے پاس جو کچھ ہے یہی آلہ ہے اور یہی اس بات کا مستحق کرتا ہے آپ کو کہ آپ شان کے ساتھ سر اٹھا کر چلیں۔ لیکن آنحضرت صلعم کی تہذیب کو بیکر چوروں کی طرح سر جھکا کر اور جسم بچا کر چلنے لگ جائیں اور شرما کر اُن کی گلیوں سے گذریں تو یہ کیسے آپ کا اثر قبول کریں گے۔

اپنی تہذیب کی قدروں کو سمجھیں

ان پر غور کریں اور دیکھیں کہ آپ کی فلاح بھی اسی میں مضمر ہے اور آپ کے دین کا غلبہ بھی اسی میں مضمر ہے اور ان قوموں کی جو چیز آپ سے وابستہ ہے وہ اسی صورت میں ان کو نصیب ہوگی اگر آپ پوری طرح کامل اطمینان کے ساتھ اپنی تہذیب پر یقین رکھیں گے اور اپنے اعمال میں اس یقین کو دکھائیں گے اور ثابت کریں گے کہ آپ کو ناز ہے قوم کے طور پر [illegible] آنحضرت صلعم کے مقابل پر ہر دوسری قوم پر آپ کی قوم کے غلبہ کو ثابت کر کے دکھانا ہے۔

یہ وہ مضمون ہے تربیت کا جس میں آئیگا

اسلام کی زندگی اور موت کا سوال

حقیقتہ یہ امر وہ ہم کہتے ہیں کہ زندگی اور موت کا سوال ہے۔ عملاً تو زندگی ہی کا سوال ہے اسلام کے حق میں۔ اور آنحضرت صلعم کو خدا تعالیٰ نے جو یہ خوشخبری دی ہے کہ لازماً اسلام غالب آئیگا۔ یہ ضرور ہو کر رہیگا۔ اس میں تو کوئی شک نہیں۔ لیکن یہ سوال اتنا اہم ہے کہ اسے زندگی اور موت کا سوال کہا جا سکتا ہے ان معنوں میں کہ جو لوگ اس سوال کی اہمیت کو نہیں سمجھیں گے وہ شکست خوردہ ہو جائیں گے۔ ان کے اثرات مٹ جائیں گے۔ غیر قومیں ان پر غالب آجائیں گی اور ان کی نسلیں دیکھتے ہی دیکھتے ان کے ہاتھوں سے نکل جائیں گی۔ پھر حسرت کے ساتھ وہ وقت یاد کریں گے کہ جب وہ اثر کر سکتے تھے اور اثر کرنے سے محروم رہے۔

پس پردہ اٹھایا گیا [illegible] تقاضا [illegible] سمجھیں۔ یہی وہ میدان ہے جہاں پہلی فتح اور شکست کا فیصلہ ہوگا۔ اگر اس میدان کو آپ نے مار لیا تو یقیناً آپ یہ امید رکھنے کے اہل ہیں کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ اس قوم پر غالب آجائیں گے۔ اگر اس میدان سے آپ بھاگ گئے تو پیٹھ دکھانے والے پھر کبھی فتح کا منہ نہیں دیکھا کرتے۔

یہ ایک ایسی تقدیر ہے جسے کوئی دنیا کی طاقت بدل نہیں سکتی

یہ ایک ایسا قانون ہے جو سنت اللہ کا مقام رکھتا ہے اس لئے آنحضرت صلعم کی خاتمیت کا حق ادا کریں۔ آپ ہی ہیں تحفظ ختم نبوت کا [illegible]۔ آپ [illegible] مضمون کہ خاتمیت کے حقیقی معنوں اور اس کی روح کو [illegible] دنیا کی قوموں میں نکلیں۔ اسی غرض سے آپ اسلام کے سفیر بنائے گئے ہیں۔ اس لئے اس کی اہمیت کو سمجھیں اور یاد دلاتے رہیں ایک دوسرے کو اور [illegible] بتا ہیں کہ یہ معمولی باتیں نہیں ہیں۔ اگر ان کو نظر انداز کریں گے تو خود اپنی اولاد کو اپنی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہوتی دیکھیں گی۔ اور کوئی نہیں جو ان کو بچا سکیگا۔ خدا کا قانون ان معاملات میں ہرگز رعایت نہیں کیا کرتا۔ [illegible] یاد کریں جو خدا تعالیٰ کے پیارے انبیاء میں ایک عظیم مقام رکھتا ہے۔ کس طرح ان کی آنکھوں کے سامنے ان کا بیٹا ہلاک ہوا اور کس طرح خدا تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کرنے کی بجائے اسکی سرزنش فرمائی کہ اسے دیکھ تو جاہلوں والی باتیں نہ کر یہ تیرا بیٹا نہیں ہے کیونکہ تیرے اعلیٰ اخلاق سے عاری ہے۔ تیری صفات حسنہ اس میں موجود نہیں۔ بیٹا تو وہ ہے جو باپ کا اثر قبول کرے جو باپ کی خاتمیت کا نقش ہو۔

پس

آپ کو خاتم بننا ہے

ان معنوں میں بھی خاتم بننا ہے۔ آپ کی اولاد نے اگر آپ کا نقش قبول کر لیا تو پھر آپ باپ بننے کے اہل ہیں ورنہ اگر آپ کا قصور ہے تو آپ پکڑے جائیں گے اور اگر اولاد کا قصور ہے تو اولاد پکڑی جائیگی۔ اس لئے کم سے کم اپنا دامن تو بچائیں حضرت نوح ؑ کے معاملہ میں ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضرت نوح ؑ کا قصور نہیں تھا آپ خاتم ہی تھے اپنے پیچھے چھوڑتے دائرے میں۔ لیکن یہ اولاد کی بدقسمتی تھی۔ لیکن ایسے واقعات اتفاقی ہیں اور قرآن کریم نے جو تاریخ انبیاء کی محفوظ کی ہے اس میں خوف کا پہلو کم ہے اور امید کا پہلو بہت غالب ہے اس ایک مثال کے مقابل پہ بکثرت ایسے انبیاء کی مثالیں دیں جن کی نیکیاں ان کی اولادوں میں بڑی شان کے ساتھ اور بڑے وفود اور جذبے کے ساتھ جاری ہوئیں یہاں تک کہ نبیوں کی اولاد در اولاد نبی بنتی رہی۔ تو خدا تعالیٰ نے مایوس کرنے کے لئے یہ خبر نہیں دی۔ نہ حضرت نوح ؑ کو نعوذ باللہ متہم کرنے کے لئے خبر دی ہے بلکہ

یہ بتایا ہے کہ خاتمیت اپنے اپنے دائرے میں اثر دکھانے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اور حقیقت میں بیٹے اور باپ کا تعلق خاتمیت اور مختومیت کا تعلق ہے۔ اگر تم اس لائق ہو کہ اپنی اولاد میں اپنی صفات جاری کر دو، نیک صفات تو یہ بہت جنت کا کام ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن پھر یہ جو کہا ہے کہ [illegible] مستحق ہو گے اور تب خواتین [illegible] کی مستحق ہو جائیں۔ اور تم ایسا کرو گی پھر یہ حدیث تمہارے متعلق ضرور پوری ہوگی کہ

"ماؤں کے قدموں کے نیچے اولاد کے لئے جنت ہے۔"

کتنی عظیم الشان تمنا ہے،

کتنی عظیم الشان توقع ہے

جو آنحضرت صلعم نے احمدیت کی خواتین سے وابستہ فرمائی ہے۔ کبھی یہ بھی تو سوچیں کتنا پیارا کلام ہے۔ کیسا محبت کا کلام ہے۔ ایسی پاک [illegible] خواتین پر کہ نگاہ پڑتی ہے تو رشک آتا ہے کہ [illegible] محمد مصطفیٰ صلعم نے یہ الفاظ فرمائے کہ [illegible] اپنی ماؤں کے پاؤں سے جنت حاصل کریں گی! کتنی بدقسمتی ہوگی کہ آپ کی اولاد جو آپ کے پاؤں سے جنت لینے کی بجائے جہنم لینے والی ہو۔

پس آپ پر ایک بہت ہی عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

دعائیں کریں اور کوشش کریں

اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتی چلی جائیں۔ لیکن تکبر کی نصیحت نہ ہو۔ طعن اور تشنیع کی نصیحت نہ ہو بلکہ ہمدردی کی ہو۔ ایسی ہمدردی کے آگ دل میں جل رہی ہو [illegible] پھر آپ ضرور دیکھیں گی کہ انشاء اللہ یہ نصیحت ضرور اثر دکھائے گی اور مرد بھی اگر خاتم بننے کے [illegible] رہیں گے اور جبر اور سختی کے ساتھ نہیں بلکہ محبت اور پیار کے ساتھ خواتین پر رحمت کا ہاتھ رکھتے ہوئے ان کی تربیت کی کوشش کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اپنے اپنے دائرے میں خاتم بنا دے گا [illegible] خاتمیت کا [illegible] سب سے بہترین وجود دنیا کا خاتم بنایا گیا۔ اگر اس وجود کی طرف تم منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو تم بھی اپنے اپنے دائرے میں خاتم بن کر زندہ رہو۔ یہی حقیقی زندگی ہے۔ اس کے سوا کوئی زندگی زندگی کہلانے کی مستحق نہیں۔

خطبہ جمعہ کے [illegible] دوران فرمایا۔

خطبات میں اردو میں اس لئے دیتا ہوں

کہ اکثر احمدی ایسے ملک سے تعلق رکھتے ہیں جن کی زبان اردو ہے اور براہ راست میری زبان سے خطبات سننے کی ان کی خواہش بھی ہے اور ان دونوں خصوصیت سے حق بھی ہے۔ لیکن ساتھ ہی میں ہمیشہ تاکید کرتا ہوں کہ ان دوستوں کے لئے ترجمے کا انتظام ہونا چاہیئے جو اردو نہیں سمجھ سکتے۔ اس سلسلہ میں یہاں کچھ کوتاہی ہوئی ہے ایسے احمدی احباب ہمارے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں جن کو اردو نہیں آتی اور وہ بڑے صبر اور خوشی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس مجلس میں بیٹھے رہے لیکن ایک لفظ بھی نہیں سمجھ سکے۔ تو آئندہ جو ایک خطبہ یہاں ہوگا کینیڈا میں امیر صاحب کو چاہیئے کہ وہ خواہ دو آدمی بھی ہوں ایک بھی ہو اس کے لئے بھی ان کو

ترجمے کا انتظام کرنا چاہیئے

جیسا کہ انگلستان میں ہوتا ہے۔ ہر وہ خطاب جو اردو میں ہو اس کا انگریزی میں ترجمہ کا نہایت ہی موثر انتظام وہاں کی جماعت کرتی ہے اور اللہ کے فضل کے ساتھ بڑی محنت کے ساتھ اس طرف توجہ کر رہی ہے۔ تو کینیڈا کی جماعت کو بھی یہ چاہیئے کہ عام مجالس میں جہاں غیر ایسے شامل ہوں جن کو اردو نہیں آتی وہاں خواہ وہ عمومی خطاب ہو یا چند آدمیوں کی مجلس میں ہو وہاں حتی المقدور وہ زبان بولیں جو سب کو آتی ہو۔ ورنہ بہت سارے احمدی احباب جو نئے احمدی بنتے ہیں وہ اس وجہ سے ٹھوکر کھا کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ احمدیت گویا پاکستانی معاشرے کا نام ہے اور یہ لوگ اپنی زبان میں مگن ہو جاتے ہیں اور میری پرواہ نہیں کرتے۔ تو اس لئے بھی ضروری ہے۔ مگر اگر ایسی زبان ممکن نہ ہو، ایک سے زیادہ

MULTI PLE

سوسائٹی ہے ...... سوسائٹی ہے جہاں آپ بیٹھے ہوئے ہیں تو حتی المقدور ایسی زبان استعمال کریں جو زبان وہ سمجھ آرہی ہو اور اگر ممکن ہو انتظام اور جہاں ضرورتوں میں ایسا انتظام ممکن ہے تو پھر ترجمے کا انتظام ہونا چاہیئے تو امید ہے اس عمل کو آپ اپنی روزمرہ کی زندگی میں بھی یاد رکھیں گے اور انتظامی جماعتی امور میں خصوصیت سے پیش نظر رکھیں گے......

اعلانات نکاح

(۱) :- مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ قادیان میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیزہ شوکت جہاں ناہید بنت محترم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کا نکاح مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب ایم اے نائب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ابن مکرم خواجہ احمد حسین صاحب درویش قادیان سے مبلغ ۔/۲۰۰۰ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔

احباب جماعت سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار بشارت احمد حیدر قادیان)

(۲) :- مورخہ ۲۴ ... کو مسجد احمدیہ ترکپورہ بانڈی پورہ (کشمیر) میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مشتاق نے میرے بیٹے عزیز محمد ظفر اللہ صاحب میر ایم اے کا نکاح عزیزہ بُشریٰ بانو سلمہا بی اے دختر خواجہ عبدالعزیز صاحب وانی مرحوم ساکن ترکپورہ کے ساتھ مبلغ نو ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا

قارئین بدر سے دُعا کی التماس ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو احمدیت اور ہر دو خاندانوں کیلئے بابرکت بنائے آمین (خاکسار محمد عبداللہ میر سیکرٹری مال جماعت احمدیہ شوپیاں کشمیر)

ولادتیں

(۱) - آمدہ اطلاع کے مطابق کلکتہ میں اللہ تعالیٰ نے عزیزہ بھانجی طلعت محمود سلمہا کو دوسری بیٹی عطا فرمائی ہے نومولودہ محترم محمد سعید صاحب دوحادان کی پوتی اور برادرم مکرم قاضی محمد عبدالکریم صاحب آف کوشہ کی نواسی ہے نومولودہ کی صحت و سلامتی نیز خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار میر مبشر احمد طاہر دارالعلوم غربی ربوہ)

(۲) - اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو بتاریخ ۲۳ دسمبر پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے پانچ روپیہ اعانت بدر میں ادا کر کے قارئین سے عزیز نومولود کے نیک، صالح، خادم دین ہونے اور درازی عمر و بلندی اقبال کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار - فاروق احمد بنگالی مبلغ سلسلہ مدینہ بنگال

درخواست ہائے دُعا

(۱) - خاکسار کے والد مکرم مرزا مظفر احمد صاحب ایم اے درویش کی طبیعت بوجہ ہائی بلڈ پریشر ۲۹ دسمبر کی درمیانی شب سے بہت زیادہ ناساز ہے۔ قارئین سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور ان کا سایہ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین (خاکسار مرزا مظفر احمد ظفر قادیان)

(۲) - مکرم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب سابق ایم ایل اے حیدرآباد کی صحت کاملہ و عاجلہ و درازی عمر کے لئے، موصوف کے فرزند مکرم سیٹھ بشیر احمد صاحب کی صحت و سلامتی اور کاروبار میں نمایاں ترقی نیز محترمہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب کی صحت و سلامتی کے لئے قارئین بدر سے درخواست دعا ہے۔

(خاکسار :- محمد ایوب ساجد مبلغ سلسلہ احمدیہ یادگیر)

(۳) - خاکسار کو دو ماہ سے ہارٹ اٹیک کی تکلیف شروع ہو گئی ہے میرے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے ہیں۔ صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے احباب جماعت سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے

خاکسار :- عبدالحکیم غلام احمد مونگھیر

جلسے اور یوم التبلیغ منعقد کرنے کا پروگرام

نظارت دعوت و تبلیغ کے زیر اہتمام جماعت ہائے احمدیہ بھارت دوران سال جلسے اور یوم التبلیغ منایا کرتی ہیں۔ امسال ۱۳۶۵ ہش/۱۹۸۶ء کے دوران جلسے اور یوم التبلیغ منانے کا پروگرام حسب ذیل ہے۔ عہدیداران جماعت اور جملہ مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ اس پروگرام کے مطابق اپنے اپنے حلقہ کی جماعتوں میں جلسے منعقد کریں۔ اور یوم تبلیغ منائیں اور ان کی رپورٹ باقاعدہ نظارت دعوت و تبلیغ میں بھجوا کر شکریہ کا موقعہ دیں جماعتیں اپنی سہولت کے مطابق جلسوں کے انعقاد کی تاریخوں میں ردوبدل کر سکتی ہیں۔

۱- یوم مصلح موعود	۲۰ تبلیغ (فروری)	۱۳۶۵ ہش/۱۹۸۶ء	بروز جمعہ
۲- یوم مسیح موعود	۲۳ امان (مارچ)	″ ″	بروز پیر
۳- یوم خلافت	۲۷ ہجرت (مئی)	″ ″	بروز بدھ
۴- ہفتہ قرآن	۱۳ تا ۱۹ وفا (جولائی)	″ ″	ہفتہ تا جمعہ
۵- یوم پیشوایان مذاہب	۱۴ اخاء (اکتوبر)	″ ″	بروز بدھ
۶- ہفتہ تبلیغ (سال میں دو مرتبہ)	ماہ احسان اور اخاء بمطابق ماہ جون و اکتوبر		
۷- یوم سیرت النبیؐ	۵ نبوت (نومبر)	۱۳۶۵ ہش/۱۹۸۶ء	

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

دورہ انچارج وقف جدید مع ایک انسپکٹر

روانگی قادیان سے ۲۲ جنوری کو رسیدگی کلکتہ ۲۴ جنوری کو تفصیلی پروگرام جماعتوں کو براہ راست اطلاع دی جا رہی ہے۔

انچارج وقف جدید قادیان

خوشخبری

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ چند ماہ قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس سال سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بکثرت جلسے منعقد کئے جائیں اور سیرت کے مختلف پہلوؤں پر بکثرت مضامین منظر عام پر لائے جائیں۔

اس ارشاد کی تعمیل میں مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان نے جنوری ۱۹۸۶ء تا دسمبر ۱۹۸۶ء بارہ مہینوں میں بارہ کتابچے شائع کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ ہر ماہ ہجری شمسی نام کی مناسبت سے سیرت آنحضرت صلعم پر مشتمل عمدہ کتابت اور آفسیٹ کی طباعت سے آراستہ ایک کتابچہ شائع ہوا کرے گا۔ مثلاً ماہ صلح (جنوری) میں صلح حدیبیہ کا آنحضرت صلعم کے جو اخلاق فاضلہ ظاہر ہوئے ان کو اجاگر کیا جائے گا۔ ماہ تبلیغ (فروری) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ تبلیغ سے متعلق سیرت کے پہلو پر روشنی ڈالی جائے گی۔ علیٰ ہذا القیاس۔

ظاہر ہے اس منصوبہ پر کثیر اخراجات ہوں گے۔ اس لئے جہاں تحریر اخبار کی خدمت میں اس کار خیر میں خصوصی حصہ لینے کی گزارش ہے وہاں جملہ زعماء کرام اور ناظمین علاقہ و اضلاع سے گزارش ہے کہ جو ماہی رسالہ طبع ہو کر آپ کی خدمت میں بھجوایا جائے ہر ممبر کو قیمتاً فروخت کرنے کا انتظام فرمائیں۔ ایک کتابچے کی قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ ہوگی۔ گویا صرف ۔/۱۸ روپے میں وہ شان خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دلپذیر موضوع پر بارہ کتب کا ایک قیمتی سرمایہ حاصل کر سکیں گے۔ اگر ہر ماہ کتابیں فروخت ہو کر رقم واپس ہوتی رہے تو اس صورت میں یہ منصوبہ تکمیل پا سکتا ہے۔ امید ہے جملہ اراکین مجالس انصار اللہ اس بابرکت کام میں بھرپور تعاون فرمائیں گے۔

ہر مجلس کو ہر ماہ کتابیں یکجائی صورت میں بھجوانے سے ڈاک خرچ میں کفایت ہو سکے گی اس لئے ہر ممبر اگر ۔/۲۰ روپیہ ادا کر دے تو پورا سیٹ انہیں مہیا کر دیا جائے گا۔ احباب دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اس منصوبہ کو تکمیل تک پہنچانے کے سامان فرمائے اور اسکو نافع الناس بنائے۔

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

مجلس علم و عرفان

بر موقع سمر سکول برائے طالبات ۲۰ تا ۳۰ اگست ۱۹۸۶ء بمقام اسلام آباد (یوکے)

انگریزی میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جوابات کا اردو خلاصہ ہفت روزہ النصر کے شکریہ کے ساتھ ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

س: ایک احمدی مرد اگر غیر احمدی عورت سے شادی کر سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ احمدی عورت غیر احمدی مرد سے شادی نہیں کر سکتی؟

ج: فرمایا، یہ حکم قرآن کریم کے اس حکم کے تابع ہے جس کے مطابق ایک مسلمان مرد کسی بھی ایسے مذہب کی عورت سے شادی کر سکتا ہے جو مشرک اور بُت پرست نہ ہو۔ اس کے برعکس مسلمان عورت صرف مسلمان مرد سے ہی شادی کر سکتی ہے۔ یہ فرق ان نفسیاتی وجوہات کی بنا پر کیا گیا ہے جو انسانی فطرت کا جزو لاینفک ہیں۔ عورت فطرتی طور پر کمزور ہے۔ وہ اپنی اولاد کے بارے میں خود مختار نہیں ہوتی۔ شدید خواہش رکھنے کے باوجود بھی وہ مرد کی مرضی کے خلاف اپنی اولاد کو اپنے مذہب کے مطابق پرورش کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ اس کے برعکس اگر مرد چاہے تو اپنے بچوں کو اپنا مذہب اختیار کروا سکتا ہے۔ الا ماشاء اللہ بعض صورت حال اس کے برعکس بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً یورپ کی عورت اس معاملے میں اپنے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے میں مرد سے کہیں آگے ہے۔ لیکن قرآن کریم کے احکامات دنیا کی تمام اقوام اور ممالک کے لئے ہیں۔ صرف یورپ اور امریکہ کے لئے نہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ مجموعی طور پر بحیثیت مجموعی عورت مرد کی مرضی کے خلاف اپنے بچوں کو اپنا مذہب اختیار کروانے سے قاصر ہے۔ لیکن باپ کے مسلمان ہونے کی صورت میں صورت حال اس کے برعکس ہوگی۔ قرآن کریم نے ایسا فیصلہ مذہب کی حفاظت کے لئے کیا ہے اس میں کسی کی برتری یا کمتری مقصود نہیں۔

س: روزمرہ زندگی میں کون سے امور انسان کو شرک کی حدود میں داخل کر سکتے ہیں؟

ج: فرمایا: یہ ایک وسیع سوال ہے لیکن مختصراً اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک آپ کے پسندیدہ مشغلے اور کام مذہبی شعار اور فرائض میں حائل ہونا شروع نہ کر دیں، آپ شرک کی حدود میں داخل نہیں ہوتیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص ٹی۔ وی پروگرام دیکھ رہا ہے اور نماز کا وقت ہو گیا ہے اور اس شخص کو اچھی طرح علم ہے کہ اگر بر وقت نماز ادا نہ کی گئی تو نماز میں دیر ہو جائے گی۔ اس کے باوجود وہ شخص پروگرام دیکھتا رہتا ہے اور عملی طور پر اس پروگرام کو نماز پر ترجیح دیتا ہے تو اس وقت وہ شرک کی حدود کو چھونے لگتا ہے اور جب انسان ایک دفعہ ایسا کرنا شروع کر بیٹھتا ہے، تو پھر اس کے قدم پیچھے نہیں ہٹتے بلکہ آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور اس طرح زمین اس کے پاؤں کے نیچے گھومنی شروع ہو جاتی ہے۔ اور پھر اس کے لئے انحراف کا اندازہ کرنا ممکن نہیں رہتا۔ اس مقام پر وہ شخص ایک خطرناک صورت حال سے دوچار ہو جاتا ہے۔ دراصل انسان کو شرک کے خلاف چوکنا رہنا چاہیئے اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کرنی چاہیئے اور کبھی بھی دنیاوی کاموں کو مذہبی شعار پر فوقیت نہیں دینی چاہیئے۔ اگر اس معاملے میں احتیاط کی جائے تو بہت سے مسائل ہو جاتے ہیں، مشکلات دور ہو جاتی ہیں اور انسان صحیح معنوں میں موحد بن جاتا ہے۔

س: قرآن کریم نے یہود کے خلاف اس قدر سخت الفاظ کن وجوہات کی بنا پر استعمال کئے ہیں کہ پتھر بھی ان کو پناہ نہیں دیں گے جبکہ دوسری اقوام بھی اگر ان سے زیادہ نہیں تو ان کے برابر گناہ گار ضرور ہیں؟

ج: فرمایا۔ قرآن کریم نے یہاں یہود قوم کے بحیثیت مجموعی ایک لمبے اور گمراہ کن کردار کو مد نظر رکھا ہے جو ماضی کے ہزاروں سال پر پھیلا ہوا ہے۔ جب کسی قوم کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس کے مجموعی کردار کو مد نظر رکھ کر بات کی جاتی ہے جو اس قوم کے سالہا سال کے رویے سے اس قوم کی خاصیت بن جاتا ہے۔ جہاں تک اس قوم کے افراد کا تعلق ہے ان کا کردار ان کے مجموعی قومی کردار سے مختلف بھی ہو سکتا ہے اس لئے قرآن کریم نے جہاں یہود کے بحیثیت قوم ان کے کردار سے شدید نفرت کا اظہار کیا ہے وہاں اس حقیقت کا بھی ذکر کیا ہے کہ ان میں سے بعض لوگ نیک بھی ہیں اور عبادت گذار بھی ہیں۔ نیز ان کی دیانتداری کا یہ عالم ہے کہ اگر تم ان کے پاس سونے کے پہاڑ بھی رکھوا دو تو بھی وہ امانت میں خیانت نہیں کریں گے۔ لیکن بحیثیت قوم وہ نبیوں کی مخالفت کرتے رہے ہیں اور ان کو ستانا اس قوم کا شعار تھا۔ قرآن کریم کے مطابق ان کے دل پتھر کی مانند سخت ہو گئے ہیں۔ غرض عام میں وہ اس قدر ظالم بن گئے ہیں کہ معاف کرنے کی صلاحیت بالکل کھو بیٹھے ہیں۔ لہذا جب یہود کا ذکر کیا گیا تو اس میں ان کی اس سختی اور شقاوت کو بیان کرنا مقصود تھا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ سب کچھ تو ماضی میں تھا اب یہود کو ان کے آباء و اجداد کے ظلموں کی سزا کیوں ملے گی تو اس کو پوری طرح سمجھنے کے لئے آپ کو ان کے موجودہ قومی کردار پر نظر ڈالنی ہوگی۔

فرمایا۔ یہود بحیثیت مجموعی جس ملک میں رزق کمانے کے لئے جاتے ہیں وہاں سب سے پہلے اس ملک کی مارکیٹ پر قبضہ جماتے ہیں اور پھر وہ ان تمام وسائل پر کنٹرول حاصل کر لیتے ہیں جن کے ذریعے وہ اس ملک کی سیاست پر مثبت انداز میں اثر ڈال سکیں۔ مثلاً اس ملک کے بینکاری کے نظام کو اپنی دولت کے وسیلے اپنی تحویل میں کر لیں گے۔ اسی طرح تمام ذرائع ابلاغ یعنی پریس۔ ریڈیو۔ ٹیلیویژن وغیرہ قبضہ کر کے اس قدر طاقت پکڑ جاتے ہیں کہ وہاں کی سیاسی شخصیتیں ان کی مرضی کی پالیسیوں کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ ہمیشہ سے یہود کا یہی رویہ رہا ہے کہ وہ اپنی دولت کے بل بوتے پر اقلیت میں ہونے کے باوجود اکثریت کو ایسی پالیسیاں اختیار کرنے پر مجبور کرتے رہے ہیں جو ان کے قومی مفاد میں ہوتی ہیں، خواہ ایسا کرنے سے لوگوں کا کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہوتا ہو۔ ان کا اپنا خود غرضانہ رویہ ہی بالآخر اس ملک کے عوام میں یہود کے خلاف شدید قسم کی نفرت پیدا کر دیتا ہے جس کا رد عمل بعض اوقات نہایت شدید ہوتا ہے۔ پہلی جنگ عظیم سے قبل برطانیہ دنیا میں ایک طاقتور ترین ملک تھا۔ چنانچہ یہود نے اس کو چنا اور پھر اس کے ذریعہ تمام دنیا پر حکومت کی۔ وہ مکمل طور پر برٹش اقتصادیات پر قابض ہو کر برطانیہ کی سیاست کی طنابیں کھینچتے تھے۔ اسی وجہ سے برطانیہ کے عوام میں ان کے خلاف شدید نفرت کی ایک لہر اٹھی جس کی وجہ سے یہود کے لئے یہاں ٹھہرنا ممکن نہ رہا۔ اس کے بعد انہوں نے جرمنی کو اپنی ریشہ دوانیوں کی آماجگاہ بنایا اور اپنا پرانا حربہ استعمال کرتے ہوئے جرمنی کے معاشی اور اقتصادی وسائل پر پوری طرح قبضہ کر کے جرمنی کے ذریعہ دنیا پر حکومت کرنے کے خواب دیکھنے لگے۔ اس کے رد عمل کے طور پر جرمنی دنیا میں نازی جرمنی کی شکل میں ابھرا اور پھر اس کے نتائج سے تمام دنیا آگاہ ہے۔ جنگ عظیم کے بعد یہود نے امریکہ کو اپنا مسکن بنایا اور اپنا پہلے والا عمل وہاں بھی دہرانا شروع کیا اور دنیا اچھی طرح جانتی ہے کہ آج امریکہ کی پالیسیوں کے پیچھے کونسا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ خود ریگن نے ایک دفعہ کہا تھا کہ امریکہ کی پالیسیاں واشنگٹن کی بجائے تل ابیب میں بنتی ہیں اور آج صدر ریگن خود بھی وہی کچھ کر رہا ہے جو اس سے پہلے کے سیاستدان کرتے رہے۔ یہود اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ وہ تعداد میں کم ہیں اس لئے حکومت نہیں کر سکتے لہذا وہ حکومت کرنے والوں کو کنٹرول میں لے کر ان سے جو چاہتے ہیں کروا لیتے ہیں اور ان کی اس کوشش میں انصاف کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ وہ اپنی قوم کے حق میں اپنی شرائط منوا لیتے ہیں اور اس بات کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کرتے کہ ایسا کرنے سے وہ دوسروں کا کس قدر نقصان کر رہے ہیں۔ اگر وہ اپنی کوششوں میں ذرہ بھر بھی انصاف سے کام لیں تو ان کے خلاف نفرت پیدا نہ ہو۔ لیکن رواداری یہود قوم کی خاصیت نہیں ہے۔ وہ بائیبل کی تعلیم کو بھول گئے ہیں۔ اگر ایک یہودی مرتا ہے تو اس کی جگہ ہزاروں مار کر بھی ان کی تسلی نہیں ہوتی۔ یہود کی اس خود غرضانہ پالیسی کی وجہ سے ایک وقت آئے گا کہ کوئی قوم اور ملک انہیں پناہ دینے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ اور بنی نوع انسان پر ایک لمبے عرصے تک مسلسل ظلم و تعدی کرنے کے بعد انجام کار وہ بذات خود اس حالت کو پہنچیں گے جس کا ذکر قرآن کریم اور احادیث میں ملتا ہے اور یہ حالت انہوں نے خود اپنے لئے مقدر کی ہے۔ فرمایا۔ اس کے باوجود میں یہ ضرور کہوں گا کہ جس طرح قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے کہ ان میں نیک اور ایماندار لوگ بھی موجود ہیں اسلئے انفرادی طور پر ان کو برا نہیں سمجھنا چاہیئے۔

شاہراہ غلبۂ اسلام پر

ہماری کامیاب تبلیغی و تربیتی مساعی

بھدرک کے کالی پوجا میلے میں احمدیہ انٹرنیشنل بک سٹال

مکرم مولوی عبد الحلیم صاحب مبلغ سلسلہ بھدرک رقمطراز ہیں کہ امسال ۲۶ تا ۲۱ ؍ ۹۶ بھدرک چرنیا بازار میں کالی پوجا جاترا میلہ بڑے دھوم دھام سے منایا گیا۔ اس میلے میں نمایاں حصہ مجلس خدام الاحمدیہ بھدرک کی طرف سے احباب جماعت کے مخلصانہ تعاون سے ریلوے سٹیشن کے بالکل سامنے ایک احمدیہ انٹرنیشنل بک سٹال بھی لگایا گیا۔ جس کے سامنے کے گیٹ پر خوبصورت جلی حروف میں انگریزی میں احمدیہ انٹرنیشنل بک سٹال لکھا ہوا تھا۔ سب سے اوپر کارک کے ذریعہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ خوبصورت کرکے لکھا ہوا تھا۔ ایک طرف منارۃ المسیح اور مسجد اقصیٰ اور گنبد بنایا گیا تھا۔ اور اُس کے نیچے ”واذا الصحف نشرت“ لکھا ہوا تھا۔ اس گیٹ کے دونوں اطراف میں LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE لکھا ہوا تھا۔ بک سٹال کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے بڑے سائز کے فوٹوز آویزاں تھے۔ اندرونی حصہ میں مسجد اسپین اور دیگر مساجد اور مشن ہاؤسز کے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب، محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کا فوٹوز کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحؒ کے دورہ جات کے رنگین فوٹوز قرینہ سے لگائے گئے تھے۔ ہندی۔ انگریزی قرآن مجید اور سلسلہ کا دوسرا لٹریچر بھی رکھا گیا تھا۔

خدا کے فضل سے ہمارے بک سٹال پر ایک ہفتہ تک روزانہ رش رہا۔ بہت سے احباب نے لٹریچر اور قرآن مجید خریدا۔ اور ہزاروں کی تعداد میں اُڑیہ فولڈر اور پمفلٹ تقسیم کیا گیا۔

بھدرک کے تمام خدام کے علاوہ جماعت احمدیہ سونگڑہ کے بعض خدام نے بھی اس سلسلہ میں بہت تعاون کیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ ایک موٹے اندازہ کے مطابق روزانہ تینتیس ۳۳ ہزار آدمی میلے میں آتے رہے۔ اور دو لاکھ سے زائد آدمیوں کو تبلیغ حق کی گئی۔ الحمد للہ۔

بیل پور (اڑیسہ) میں تبلیغی جلسہ

مکرم مولوی شیخ عبد الحلیم صاحب مبلغ سلسلہ بھدرک لکھتے ہیں کہ مورخہ ۲۲ ؍ ۸۶ کو بیل پور میں ایک تبلیغی جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ جس میں ۱۵ خدام اور انصار شامل ہوئے۔ یہاں سے مائیکل کے ذریعہ وہاں پہنچے رات ۱۰½ بجے تک جلسہ ہوا۔ جس میں مکرم خالد حسین صاحب۔ مکرم حاتم خان صاحب معلم۔ مکرم ڈاکٹر انوار الحق صاحب اور مکرم محمد رحمت اللہ صاحب معلم اور خاکسار شیخ عبد الحلیم نے تقاریر کیں۔ جلسہ کے بعد سوال و جواب کی مجلس کافی دیر تک جاری رہی۔ تجربہ کامیاب رہی۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہم راؤ ڈرے ۱۲½ بجے سونگڑہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کو احمدیت کی نعمت سے نوازے۔ آمین

سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ بنگلور

محترمہ شاہدہ منیر صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بنگلور تحریر فرماتی ہیں کہ بفضلہ تعالیٰ امسال بھی ہم نے اپنا سالانہ اجتماع مورخہ ۲۶ ؍ ۸۶ کو بروز اتوار دار الفضل میں منعقد کیا گیا۔ ناصرات کا وقت صبح ۱۱ بجے سے ایک بجے تک اور لجنہ کا ۳ بجے سے ۷ بجے تک تھا۔ بفضلہ تعالیٰ بہنوں نے ذوق و شوق سے حصہ لے کر اس اجتماع کو کامیاب کیا الحمد للہ۔ قرآن کریم کی تلاوت سے اجتماع شروع ہوا۔ حدیث پڑھنے کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پاک زندگی اور آپ کے ارشادات سنائے

گئے اور حضور کے داعی الی اللہ اور تبلیغ پر زور دینے پر خاص توجہ دلائی گئی اور جھوٹ۔ غیبت۔ رسومات کو ترک کرنے کی تلقین کی گئی۔ اور بچوں کو صحیح رنگ میں رنگین اور اخلاق و اداب پر زور دینے کی تلقین کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام احکام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ لائحہ عمل کے پروگرام کے مطابق حسن قرأت۔ حفظ قرآن۔ نظم خوانی۔ تقریر۔ بیت بازی۔ دینی معلومات۔ فی البدیہہ تقریری مقابلے ہوئے۔ پیغام رسانی۔ مشاہدہ معائینہ اور میوزیکل چیئر کے مقابلے ہوئے جن میں خدا کے فضل سے گزشتہ سال سے زیادہ ممبرات نے حصہ لیا۔ آخر میں اجتماعی دُعا کی گئی۔

دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم تمام کو صحیح رنگ میں سلسلہ کے تمام احکام پر عمل کرتے ہوئے ہر قربانی کے لئے تیار رہنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

جماعت احمدیہ ترپورم (کیرالہ) کا تبلیغی پروگرام

مکرم اے عبد الرحمٰن صاحب آف ترپورم کیرالہ تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۲۳ ؍ ۸۶ کو مکرم رحیم صاحب انصار اللہ کی اجتماعی دُعا کے بعد آٹھ افراد پر مشتمل ایک وفد احمدیہ مسلم مشن سے روانہ ہو کر پورے گاؤں میں تبلیغی لٹریچر تقسیم کیا اور ۶۵ روپے کی کتب بھی فروخت کیں۔

دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی میں برکت دے اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کے زیر اہتمام تربیتی اجلاس

مکرم رفیق احمد صاحب پینٹر نائب ناظم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۸۶ء بعد نماز مغرب محترم سیٹھ محمد نعمت اللہ صاحب غوری کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد عہد دہرایا گیا۔ اس اجلاس میں مکرم عبد القدوس صاحب حیا، مکرم ظفر احمد صاحب احمدی اور عزیز ابراہیم نے تقاریر کیں۔ آخر میں صدارتی خطاب ہوا۔

مجلس خدام الاحمدیہ سونگڑہ کی تبلیغی مساعی

مکرم نیر عبد الرحیم صاحب ناظم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ سونگڑہ رقمطراز ہیں کہ ۱۔ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو مکرم سید فضل نعیم صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی سرکردگی میں ایک تبلیغی ٹور کیا گیا۔ اور دو سائیکل پر تین دیہات میں جا کر کثیر تعداد میں غیر احمدی اور غیر مسلم افراد کو لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اور زبانی گفتگو کی گئی۔ جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ لوگوں نے بڑی دلچسپی سے ہماری باتیں سنیں۔ نیک نتائج برآمد ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلعم

جماعت احمدیہ سورو، مجلس خدام الاحمدیہ آرہ، مجلس خدام الاحمدیہ یاری پورہ، لجنہ اماء اللہ کیندارہ پاڑہ (اڑیسہ) کی طرف سے جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی خوشکن رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج برآمد کرے اور آئندہ اس سے بڑھ کر شان و شوکت کے ساتھ جلسہ سیرۃ النبی صلعم منانے کی توفیق عطا کرے۔ آمین (ادارہ)

درخواست ہائے دُعا

مکرم سید عبد النقی صاحب برہ پورہ بیس روپے اعانت بدر میں ادا کر کے اپنی پھوپھی محترمہ بی بی فاطمہ صاحبہ، مکرم محمد شمیم صاحب سیکرٹری مال جماعت برہ پورہ، چھوٹے بھائی عزیزم سید عبد الرفیق صاحب، مکرم ماسٹر حسن جان صاحب، مکرم شیخ محمود علی صاحب، مکرم اطہر خان صاحب اور دیگر تمام افراد جماعت احمدیہ برہ پورہ کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات نیز اپنی اور اپنے اہل و عیال کے، مخالفین کے شر سے محفوظ رہنے، پریشانیوں کے ازالہ اور حقیقی معنوں میں خادم دین بننے کے لئے قارئین سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بابرکت دورۂ ہالینڈ بقیہ صفحہ اوّل

(یہ گزشتہ سال بیت النور کے افتتاح کے موقع پر تشریف لائے تھے ابھی حال ہی میں ریٹائرڈ ہو گئے ہیں) MR. SMITH اور ان کی اہلیہ بیت النور میں تشریف لائے حضور نے سوا گھنٹہ تک چائے پر ان کے ساتھ تبادلہ خیالات فرمایا MR. SMITH نے اپنی کسی بیماری کا ذکر کیا حضور نے ان کو ہومیوپیتھک نسخہ عطا فرمایا MR. SMITH اور ان کی اہلیہ حضور سے ملاقات کر کے بہت مسرور نظر آرہے تھے۔ ان کو الوداع کرنے کے لئے حضور باہر سڑک تک تشریف لائے۔ بعد ازاں پانچ بجکر ۵۴ منٹ پر نماز مغرب و عشاء پڑھائی۔

نماز مغرب و عشاء سے فارغ ہو کر حضور نے شہر کے نئے میئر جو اسی سال جون میں مقرر ہوئے ہیں MR. KOVEL اور ان کے ایک ساتھی جو S.G.P. پارٹی کے نمائندہ ہیں MR. LEUSINK سے ملاقات فرمائی۔ ۶ بجے رات ۸ ½ بجے تک حضور نے رات کا کھانا ان مہمانوں کے ساتھ تناول فرمایا۔ کھانے سے پہلے کھانے کے دوران اور بعد میں لارڈ میئر کے ساتھ تبادلہ خیالات فرمایا۔ لارڈ میئر نے حضور سے نن سپیت شہر کے متعلق دریافت کیا اس پر حضور نے فرمایا کہ نن سپیت کا علاقہ مجھے بہت پسند ہے۔ اور اگر ممکن ہو تو میں چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ وقت یہاں آکر گزاروں۔ یہاں کے صاف ستھرے ماحول۔ بااخلاق لوگ اور قدرتی مناظر کی حضور نے بہت تعریف فرمائی۔ عشائیہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لارڈ میئر MR. KOVEL ان کی کمیٹی کے ایک ممبر MR. LEUSINK مکرم امیر صاحب ہالینڈ مکرم عبدالحکیم صاحب اکمل انچارج ہالینڈ مشن۔ مکرم چوہدری انور حسین صاحب اور مکرم امیر صاحب کے والد صاحب MR. VERHAGEN (جو غیر مسلم ڈچ ہیں) اور مکرم عبدالحمید صاحب خان درفیلان شامل ہوئے۔ خاکسار اور مکرم فہیم احمد صاحب کو کھانا پیش کرنے کی سعادت ملی۔ ۸ ½ بجے لارڈ میئر نے حضور سے اجازت حاصل کی۔ حضور ان کو الوداع کرنے کے لئے باہر سڑک تک تشریف لائے۔ لارڈ میئر نے حضور کی موجودگی میں اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ دوبارہ کسی وقت بیت النور آکر تفصیل سے ہمارا سنٹر دیکھیں گے اور حضور انور کے ساتھ مزید وقت گزاریں گے۔

اسی شام کو جماعت احمدیہ ہالینڈ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا حضور نے مردوں میں بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا۔ اور حضرت بیگم صاحبہ نے مستورات میں B بلڈنگ میں کھانا کھایا۔ مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب نے بھی مع فیملی شرکت فرمائی۔

نماز مغرب و عشاء سے فارغ ہو کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰ خاندانوں اور دیگر احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔ جو رات ۱۰ ½ بجے تک جاری رہا۔ دوسرے روز ہفتہ کو بھی شام ۴ بجے سے لے کر ۸ بجے تک ملاقاتیں ہوئیں صرف کھانے اور نماز کا وقفہ فرمایا۔ ملاقاتوں میں جماعت احمدیہ نن سپیت کے علاوہ جماعت احمدیہ ہیگ۔ اترخت۔ ایمسٹرڈیم۔ زوترمیر۔ لائیڈن۔ لانڈسنڈم اور آئنڈ ہوون حاضر ہوئیں۔

یکم نومبر کی مصروفیات

صبح ۶ ½ بجے نماز فجر پڑھائی۔ ایک گھنٹہ تک حضور نے سیر فرمائی دس بجے کے قریب حضور دفتر میں تشریف لائے اور مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو طلب فرماکر ایک بجے تک ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ ۱ ½ بجے نماز ظہر و عصر پڑھائی۔ شام ۴ ½ بجے جو فیملیز پہلے دن ملاقات نہیں کر سکی تھیں ان کو حضور نے شرف ملاقات بخشی۔ نماز مغرب و عشاء حضور نے چھ بجے پڑھائیں۔

نمازوں سے فراغت کے بعد حضور نے ۸ ½ بجے تک مجلس عرفان میں احباب کے سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔ مکرم عبدالحکیم اکمل صاحب مبلغ انچارج نے جملہ سوالات اور حضور کے ارشادات ڈچ زبان میں ترجمہ ساتھ ساتھ پیش کیا۔

ہمارے ایک ڈچ احمدی بھائی مکرم شاہد فرادِس صاحب کی والدہ جو غیر مسلمہ ہیں وہ صاحب فراش تھیں اور بیت النور کے قریب ایک کیمپنگ میں عارضی طور پر رہائش پذیر تھیں حضور کو جب ان کی بیماری کا علم ہوا تو ازراہ شفقت ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور ان کو دوائی کا نسخہ مرحمت فرمایا۔ حضور کے اس طرح تشریف لانے پر اس خاتون پر بہت اچھا اثر ہوا اور انہوں نے حضور کا شکریہ ادا کیا۔

رات نو بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت بیت النور میں آکر بسنے والی پہلی احمدی فیملی مکرمہ اہلیہ تمین بخش صاحب کی دعوت پر ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضور کی فیملی کے علاوہ مکرم امیر صاحب ہالینڈ اور قافلہ کے کچھ افراد کو بھی جانے کا موقع ملا۔ ۱۱ ½ بجے رات واپس تشریف لائے۔

۲ نومبر کی مصروفیات

صبح حسب معمول نماز فجر ۶ ½ بجے اور سات بجے سیر کے لئے حضور تشریف لے گئے۔ دس بجے حضور دفتر میں تشریف لائے بعض ضروری امور سرانجام دیئے بعد ازاں خدام کی طرف سے تجویز کردہ سیر کے پروگرام کے متعلق بعض باتیں دریافت فرمائیں۔

ہمارے ڈچ احمدی مکرم فہیم احمد صاحب ڈیفن تھالر MR. F.A. DIEFFENTHALER (سیکرٹری تبلیغ ہالینڈ) کو بھی حضور نے مشورہ میں شامل فرمایا اسی طرح بعد میں مکرم امیر صاحب مکرم مبلغ انچارج صاحب اور خاکسار کو ایک ضروری پریس کانفرنس کی تیاری کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا اور بعض ضروری ہدایات ارشاد فرمائیں۔

۱۱ ½ بجے ہالینڈ کے نیشنل پارک HOGEVELUWE. جو نن سپیت سے ۵۰ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے مع ارکان قافلہ اور مقامی خدام مکرم عبدالحکیم اکمل صاحب مبلغ انچارج اور خاکسار بھی شریک سفر رہے۔ حضور تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر حضور نے تمام خدام کو ازراہ شفقت چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔

اس پارک کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کثرت سے خوبصورت سائیکل رکھے گئے ہیں داخلہ فیس کے ساتھ ہی سائیکل کا کرایہ بھی شامل ہوتا ہے۔ آپ جتنی دیر چاہیں پورے پارک کی سیر سائیکل کے ذریعہ کر سکتے ہیں۔ حضور نے وہاں سائیکل نصف گھنٹہ کے قریب چلائی ہم خدام کو بھی حضور کے ساتھ سائیکل چلانے کا موقع ملا۔ الحمد للہ۔

۲ ½ بجے کے قریب حضور بخیریت واپس بیت النور تشریف لے آئے۔ آکر حضور نے نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔

جو احباب جمعہ کے روز ملاقات نہیں کر سکے تھے ان کو حضور نے ہفتہ کے روز مزید ملاقات کا وقت عطا فرمایا۔ اس دن بھی قریباً ۲۵ فیملیز نے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ دوران ملاقات حضور نے تمام بچوں کو چاکلیٹ ادویات کے نسخے اور بعض کو تبرکات سے نوازا۔

شام ۴ ½ بجے حضور مع ارکان قافلہ تقریباً ۵۵ کلو میٹر دور ٹیمیوں کے ایک گاؤں URK تشریف لے گئے۔ لیکن اتوار تھا اور چونکہ یہ علاقہ بہت مذہبی قسم کا ہے اتوار کو ہر قسم کا کاروبار بند ہوتا ہے یہاں تک کہ اتوار کو ریسٹورنٹ بھی اس علاقہ میں بند ہوتے ہیں۔ واپسی پر حضور نے نن سپیت کے ایک سٹور سے آئس کریم تمام قافلے کے لئے خریدی۔ اور بیت النور تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء پڑھائیں۔

۳ نومبر ایک معلوماتی سفر

حسب سابق نماز فجر کے بعد سیر ہوئی اور دس بجے حضور مع قافلہ کے ارکان مکرم عبدالحکیم اکمل صاحب و مقامی احباب کے ہمراہ ۱۵ کاروں پر روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے ایک (پن چکی) MILL WIND جو نن سپیت سے ذرا باہر ہے ملاحظہ فرمائی وہاں موجود ایک ڈچ گائیڈ نے ونڈمل کی پوری تاریخ اس کے کام کرنے کا طریق بہت تفصیل سے انگریزی میں بتائی۔ یہاں سے فارغ ہو کر حضور ایک CHEESE FACTORY. میں تشریف لے گئے۔ وہاں فیکٹری کے مالک نے تفصیل سے حضور کو ساری معلومات پیش کیں۔ حضور نے وہاں سے پنیر بھی خرید فرمایا۔

پنیر فیکٹری دیکھنے کے بعد حضور

ELBURG جو نن سپیت سے آٹھ کلو میٹر پر ایک گاؤں ہے۔ وہاں تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر VOGEL جو ہالینڈ میں ہومیو پیتھک ادویات کے لئے بہت مشہور ہیں کی فیکٹری اور ادویہ کے پودوں کے کھیت ملاحظہ فرمائے وہاں انتظامیہ نے حضور کا بہت پرتپاک خیر مقدم کیا بہت سلیقہ سے کافی وغیرہ پیش کی۔ اور پھر دو گائیڈز نے انگریزی زبان میں ساری فیکٹری دکھائی۔ اس فیکٹری کے ساتھ ایک بہت بڑا فارم ادویات تیار کرنے کے لئے جڑی بوٹیوں کا بھی موجود ہے ہر پودے کے ساتھ اس کا نام اور وہ کس بیماری کے لئے استعمال ہوتی ہے درج ہے حضور نے گائیڈز کو اپنے تجربات کی بنا پر بعض پودوں کی خصوصیات تفصیل سے بیان فرمائیں جس کو سن کر وہ بہت محظوظ ہوتے رہے۔ آخر میں ادویات تیار کرتی ہوئی مشینیں ملاحظہ فرمائیں۔ فیکٹری سے رخصت ہونے سے قبل حضور نے کچھ ادویات خرید فرمائیں۔ اس موقع پر فیکٹری والوں نے بہت کثرت سے تصاویر بھی حضور کی بنائیں۔ اور حضور کی آمد کو ریکارڈ کیا۔

دی ہیگ کا سفر

فیکٹری سے ۱۲½ بجے حضور مع قافلے کے دی ہیگ کے لئے تشریف لے گئے۔ ۱½ بجے حضور ہمارے ایک ڈچ احمدی بھائی مکرم عبد الحمید صاحب خان ورشیلان جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ ہالینڈ کے ہاں تشریف لے گئے انہوں نے حضور اور تمام قافلے کے ارکان کو دوپہر کا کھانا پیش کیا۔ ۲½ بجے حضور وہاں سے دی ہیگ مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔

پریس کانفرنس

عصر تین بجے ہیگ کے مشہور پریس سنٹر NIEUWS POORT جو پارلیمنٹ ہاؤس بلڈنگ کے ساتھ واقع ہے میں حضور پریس کانفرنس کے لئے تشریف لے گئے۔ اس پریس کانفرنس میں چار اخباری نمائندگان مع فوٹو گرافرز اور بعض ڈچ وکلاء بھی شامل ہوئے۔ حضور نے تفصیل سے پاکستان میں احمدیوں پر مظالم بیان فرمائے اور ڈچ پریس کو جھنجھوڑا کہ آپ اتنے مظالم دیکھنے کے باوجود خاموش کیوں ہیں۔ اس موقع پر پاکستان سے مظالم کا نشانہ بننے والے چند احمدی بھی موجود تھے۔ بعض شہدائے احمدیت کی تصاویر اور کلمہ طیبہ کے بیج لگانے کے جرم میں گرفتار ہونے والے احمدیوں کی تصاویر بھی پیش کی گئی تھیں۔

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ ہالینڈ سے خطاب

پریس کانفرنس سے فارغ ہو کر حضور دوبارہ مسجد تشریف لائے اور نماز مغرب اور عشاء پڑھائیں۔ بعد میں حضور نے مجلس عاملہ ہالینڈ کو خطاب فرمایا جس میں تبلیغ پر زور دینے کی طرف خصوصی توجہ دلائی اور فرمایا کہ کم از کم ۱۰۰ ڈچ لوگوں کو احمدی بنائیں۔ حضرت بیگم صاحبہ مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب مع فیملی بھی تشریف لائے۔

بعض احباب کے سوالات کے جوابات بھی حضور نے ارشاد فرمائے بعد میں چائے وغیرہ پیش کی گئی۔

ہمارے ایک احمدی بھائی مکرم مظفر احمد صاحب چوہدری کی کلاک فیکٹری نردوترمیر شہر کے قریب ہے۔ ان کی درخواست پر حضور وہاں تشریف لے گئے اور ساری فیکٹری ملاحظہ فرمائی۔ آخر پر حضور نے ان کی درخواست پر دعا بھی کی۔ مکرم مظفر صاحب نے تمام ارکان قافلہ معیت حضور کی خدمت میں چائے وغیرہ پیش کی۔ رات ۹½ بجے واپس بیت النور تشریف لائے۔

۱۴ر نومبر آخری روز

صبح نماز فجر پڑھائی اور چونکہ جلدی واپسی کے لئے روانگی تھی اس لئے آج صبح کی سیر نہیں فرمائی۔ ۸½ بجے حضور نے تمام احباب کو شرف مصافحہ و معانقہ عطا فرمایا اور اجتماعی دعا کروائی۔ حضور کو الوداع کہنے کے لئے مکرم مبلغ انچارج صاحب اور خاکسار کے علاوہ بعض مقامی احباب بھی VLISSINGEN گئے جہاں سے حضور نے انگلستان کے لئے فیری لینی تھی۔ نن سپیت سے یہاں تک ۲۴۵ کلو میٹر کا سفر ہے۔ پورے بارہ بجے فیری کی روانگی تھی حضور نے ایک بار پھر تمام احباب کو شرف مصافحہ و معانقہ بخشا اور دعاؤں کے ساتھ رخصت ہو گئے۔

شکریہ احباب و خواتین

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس دورہ کو کامیاب بنانے میں ہالینڈ کے خدام اور لجنہ نے دن رات محنت و جانفشانی سے خدمات سرانجام دیں۔ حضور کا چونکہ پہلے سے ارشاد تھا کہ کھانے پینے پر بے جا خرچ نہ ہو اس لئے اکثر احباب نے گھر پر کھانے تیار کر کے مشن میں FREEZ کرنے کے لئے بھجوا دیئے تھے جو حضور حسب پسند استعمال فرماتے رہے۔

ڈیوٹی دینے والے خدام کے لئے کھانے پینے کا انتظام خدام نے خود کیا ہوا تھا جبکہ حضور کے ساتھ قافلے کے احباب کے لئے تین مستورات نے خصوصی طور پر کھانا تیار کرنے کی ڈیوٹی سنبھالی ہوئی تھی۔ ان میں مکرمہ مسعودہ افضل صاحبہ اہلیہ مکرم افضل صاحب مکرمہ شفیقہ فرحانہ صاحبہ اہلیہ مکرم امیر صاحب اور مکرمہ سلمیٰ حامد صاحبہ اہلیہ خاکسار شامل ہیں۔ انہوں نے مہمانوں کی تواضع کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

حضور کے اس عرصہ قیام میں مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ نے مکرم بشیر احمد صاحب منشی قائد اور مکرم نصیر احمد صدیقی صاحب نائب قائد تبلیغ کی نگرانی میں حفاظت کے جملہ فرائض نہایت خوش اسلوبی سے ادا کئے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

درخواست ہائے دعا

• مکرم چوہدری عبد الرشید صاحب جنرل منیجر شاہنواز میڈیکل سٹور لاہور زیر تعمیر مکان کی تکمیل کے غیب سے اسباب مہیا ہونے اور اس کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے • مکرم عبد المالک صاحب نمائندہ تشحیذ و خالد لاہور، مکرم حمید احمد صاحب مقیم لندن جو بعارضہ قلب زیر علاج ہیں کی کامل و عاجل شفایابی اور اپنے اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔

• مکرم میر مبشر احمد صاحب طاہر دار العلوم غربی ربوہ اپنی کامل صحت و شفایابی اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے • مکرم ایس ایم شہاب احمد صاحب سکاٹون ساسک (کینیڈا) مالی پریشانیوں کے ازالہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے • مکرم مبارک احمد و سیم اختر صاحب سیکرٹری مال و تحریک جدید جماعت احمدیہ TRIER (مغربی جرمنی) مکرم محمد یونس صاحب صدر جماعت و مکرم فاروق احمد صاحب قائد مجلس کی زیر سماعت مقدمات میں کامیابی اور حصول افضال الٰہی کے لئے • مکرم محمد ابراہیم صاحب صدر جماعت احمدیہ پینکالی (اڑیسہ) ایک عرصہ سے بیمار اور بوجہ پیرانہ سالی بہت زیادہ کمزور ہو چکے ہیں۔ موصوف کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے • عزیزہ شاہدہ یحییٰ سلمہا بنت مکرم محمد یحییٰ صاحب مرحوم ساکن اونہ گام کشمیر ملازمت ملنے کی خوشی میں مبلغ ... روپیہ مختلف مدات میں ادا کر کے اپنی دینی و دنیوی ترقیات اور خادمہ دین بننے کے لئے • مکرم نثار احمد صاحب وانی اونہ گام کشمیر کاروبار میں خیر و برکت دینی و دنیوی ترقیات اور بچوں کی امتحانات میں نمایاں کامیابی کے لئے۔

• مکرم شریف احمد صاحب اندرا نگر کالونی تعلقہ کاماریڈی (آندھرا) اپنے بچوں عزیزان شفیع احمد و طاہر احمد سلمہما کے نئے کاروبار میں خیر و برکت، دینی و دنیوی ترقیات اور والد بزرگوار کی صحت و سلامتی کے لئے • مکرم سید بشیر احمد صاحب پٹنہ (بہار) چھوٹے بھائی عزیز سید شکیل احمد کی B.SC کے امتحان میں نمایاں کامیابی، والدہ کی صحت و سلامتی اور بھانجے عزیز سید عمران احمد کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے • مکرم سید عبد العظیم صاحب صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ اپنی والدہ محترمہ جن کا گزشتہ دنوں کٹک میں آنکھ کا آپریشن ہوا ہے کی بینائی بحال ہونے اور بڑے بیٹے عزیز اشفاق احمد کی B.SC فائنل کے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے قارئین بدر سے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

ارشادِ نبوی صلعم :-

حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ

ترجمہ :- تیرا محبت کرنا کسی چیز سے اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے ۔

معذرت

فضلِ عمر پرنٹنگ پریس میں مختلف الٹوع ٹیکنیکل اور انتظامی خرابیوں کے باعث یکم جنوری کا بدر مسلسل بارہ روز کی غیر معمولی تاخیر سے شائع ہوا ہے۔ بدیں وجہ ۸ اور ۱۵ جنوری کا شمارہ یکجائی طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔ قارئین بدر کو ہر دو شماروں کے لئے انتظار کی جس کشمکش سے دوچار ہونا پڑا اس کے لئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ اور درد مندانہ دعاؤں کا خواستگار ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری راہ میں حائل ان دشواریوں کو مستقل طور پر دور فرمائے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

دعائے مغفرت

(۱)۔ افسوس کہ جماعت احمدیہ بھدرک (اڑیسہ) کے سابق صدر محترم شیخ شمس الدین صاحب بتاریخ ۲۰ دسمبر ۱۹۸۶ء شام ۵ بجے وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے ضلع بالاسور کے اولین احمدیت قبول کرنے والوں میں سے ایک تھے۔ ان کے والد مرحوم شیخ عبد اللہ صاحب بھدرک میں سب سے پہلے احمدی ہوئے۔ اور ان کی اولاد میں سب سے پہلے شیخ شمس الدین صاحب مرحوم کو قبولِ حق کی سعادت ملی۔ آپ سالہا سال تک نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ جماعت بھدرک کی صدارت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے کئی لڑکے لڑکیاں۔ نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحوم کی دعائے مغفرت و درجات کی بلندی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار- ہارون رشید احمدی۔ صدر جماعت احمدیہ بھدرک۔

(۲)۔ محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم افسر حسن صاحب) ساکن پیا ضلع مرشد آباد (مغربی بنگال) ۲۰ دسمبر کو وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ مکرم عنیف الحق صاحب معلم وقفِ جدید سابق صدر جماعت کی والدہ محترمہ تھیں۔ احباب سے مرحومہ کی مغفرت اور اقارب کو صبرِ جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ملک صلاح الدین۔ انچارج وقفِ جدید

قرار دادِ تعزیت

مکرم سید محمد شاہ صاحب سیفی مرحوم آف ہیچ بہاڑہ کشمیر کی وفات پر جماعت احمدیہ ناصر آباد کی طرف سے تعزیتی قرار داد موصول ہوئی ہے جس کی اشاعت بوجہ عدم گنجائش ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور بلندی درجات سے نوازے۔ آمین۔ (ادارہ)

درخواستہائے دعا

● — مکرم ایم نور احمد صاحب فاریسٹ کنٹریکٹر سوروب (کرناٹک) مسجد احمدیہ سوروب جس کا عنقریب سنگِ بنیاد رکھا جا رہا ہے کے جلد از جلد پایہ تکمیل کو پہنچنے اور سوروب میں فروغِ احمدیت کے لئے — ● — مکرم احمد نور خانصاحب سیکرٹری تحریکِ جدید کیرنگ اپنے داماد عزیزیاں جمال محمد صاحب سلمہ جو جماعت احمدیہ راورکیلا کے ایک مخلص اور سرگرم عہدیدار ہیں) اور جن کی دائیں ٹانگ کی ہڈی موٹر سائیکل کے ایک حادثہ میں متاثر ہوئی ہے کی کامل و عاجل شفایابی اور ہر پیچیدگی سے محفوظ رہنے کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

ارشادِ باری تعالیٰ :-

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ۔

(اے محمدؐ!) تو کہدے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو (پھر) تم محبوبِ الٰہی بن جاؤ گے۔

AUTOWINGS
آٹو ونگس
13-SANTHOME HIGH ROAD.
MADRAS-600004.
PHONE NO. 76360 / 74350

أفضل الذكر لا إله إلا الله
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)
منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
PH. 275475
RESI. 273903
CALCUTTA-700073.

الخیر کلہ فی القرآن
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
THE JANTA
PHONE :- 279263
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072.

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب ؛ وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)
RAICHURI ELECTRICALS
(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCT.
PLOT NO. 6. GROUND FLOOR.
OLD CHAKALA, OPP. CIGARETTE FACTORY.
ANDHERI (EAST)
PHONES OFFICE. 6348179 / RESI. 629389
BOMBAY-400099.

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر
کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں
الرؤف جیولرز
۱۶- خورشید کلاتھ مارکیٹ، حیدری۔ شمالی ناظم آباد۔ کراچی
(فون نمبر :- ۶۱۷۰۶۹)

ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء
تیری مدد وہ لوگ کریں گے
جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ: گرشن احمد گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۔۔ ۷۵۶۱۰۰ (اُڑیسہ)
پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر: 294

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

S.K. GHULAM HADI & BROTHERS, READYMADE GARMENTS DEALERS
CHANDAN BAZAR, BHADRAK, Distt:- Balasore (Orissa)

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد۔ (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس
(اندرشہر روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر))

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اُوشا پنکھوں اور سلائی مشینوں کی سیل اور سروس

ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے
(کشتی نوح)

پیشکش: ROYAL AGENCY.
PRINTERS, BOOKSELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS
CANNANORE-670001, PHONE NO. 4498.
HEAD OFFICE – P.O. PAYANGADI-670303 (KERALA)
PHONE NO. 12.

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
(پیشکش)

SAIRA Traders
WHOLESALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS.
SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD-500002
PHONE NO. 522860.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)

الائیڈ گلو پروڈکٹس
بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

(پتہ)
نمبر ۲/۲/۲۴۰ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد ۲۷ (آندھرا)
(فون نمبر: ۴۲۹۱۶)

"تم اگر بخشش چاہتے ہو تو مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ۔"
(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

NIR ®
CALCUTTA-15.
پیش کرتے ہیں:
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے